Regd No E. 1 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰
غیر ممالک ۷-۵۰
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۶ | ۵ فتح ۱۳۳۶ ہش | ۱۳ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ | ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء | نمبر ۴۹

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲ دسمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی نہیں حضور کمزوری محسوس کرتے ہیں

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان یکم دسمبر۔ محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان آج پانچ بجے کی گاڑی سے اپنے حیدر آباد وغیرہ کے سفر سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔

قادیان ۲ دسمبر۔ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے پانچ روزہ ٹورنامنٹ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا اور محترم نائب صدر صاحب نے بعد سہ پہر ٹورنامنٹ میں اول اور دوم آنیوالے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے۔ مفصل رپورٹ اندر ملاحظہ فرمائیں۔

۳ دسمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کا فیضان

آپ کا ایک عظیم الشان معجزہ

(ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بانی سلسلہ احمدیہ):-

"ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے۔ کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہوگئی۔ اور معجزات نابود ہوگئے۔ اور اُن کی اُمت خالی اور تہیدست ہے۔ صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی۔ اور نہ معجزات منقطع ہوئے۔ بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین اُمت جو شرفِ اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں۔ اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہی بندۂ حضرت عزت موجود ہے۔"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۱۱)

آنحضرتؐ کی ختم نبوت کا فیضان

"مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو .... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مُردہ چراغ ہیں جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہوسکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہوگئے۔ اور مسیح اس کی پیروی تیس برس تک کر کے اور توریت کے احکام کو بجا لا کر۔ اور موسیٰ کی شریعت کا جؤا اپنی گردن پر لے کر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کرسکی۔ بلکہ ایک طرف تو آپ حسب آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اولاد نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار ہوتی محروم ہے۔ اور دوسری طرف روحانی اولاد بھی آپ کو نصیب نہ ہوئی جو آپ کے روحانی کمالات کی وارث ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ قول وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ بے معنے رہا۔ ظاہر ہے کہ زبان عرب میں لٰکن کا لفظ استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی جو امر حاصل نہیں ہوسکا اُس کے حصول کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے۔ جس کی رُو سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی۔ مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی۔ اور آپ نبیوں کے لئے مُہر ٹھہرائے گئے ہیں یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مُہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنے تھے جن کو اُلٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر مذمت اور منقصت ہے۔ کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے۔ اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں۔ اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دُودھ نہیں تھا۔ تو نعوذ باللہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے۔ جو دوسروں کو روشن کرتا ہے۔ اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر اپنی مانند بنا دیتا ہے۔ اور اگر نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں فیض روحانی نہیں تو پھر دنیا میں آپ کا مبعوث ہونا ہی عبث ہوا۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ بھی دھوکا دینے والا ٹھہرا۔ جس نے دعا تو یہ سکھائی کہ تم تمام نبیوں کے کمالات طلب کرو مگر دل میں ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا کہ یہ کمالات دیئے جائیں گے۔ بلکہ یہ ارادہ تھا کہ ہمیشہ کے لئے اندھا رکھا جائے گا۔

لیکن اے مسلمانو ہوشیار ہو جاؤ کہ ایسا خیال سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ اگر اسلام ایسا ہی مردہ مذہب ہے تو کس قوم کو تم اس کی طرف دعوت کر سکتے ہو کیا اس مذہب کی لاش جاپان لے جاؤ گے یا یورپ کے سامنے پیش کرو گے۔ اور ایسا کون بے وقوف ہے جو ایسے مردہ مذہب پر عاشق ہو جائے گا۔ جو مقابلہ گذشتہ مذہبوں کے ہر ایک برکت اور روحانیت سے بے نصیب ہے۔ گذشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا۔ جیسا کہ موسیٰؑ کی ماں اور مریم کو۔ مگر تم مرد ہو کر اُن عورتوں کے برابر بھی نہیں۔ بلکہ اے نادانو!! اور آنکھوں کے اندھو!! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کے رُو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آ کر ختم ہوگیا۔ اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں۔ کوئی ان میں زندگی نہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۷۲-۷۵)

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل

(کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے — یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے — لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں — دل کو اُن نوروں کا ہر رنگ لایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبرؐ سے ہمیں — ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر ترا بےحد ہو سلام اور رحمت — اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام — دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
چھوکے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات — لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسلؐ — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

ضروری درخواست دعا

از جناب ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

احباب کشمیر سخت قحط سالی اور وبائی انفلوئنزا کی وجہ سے پریشان حال اور بے چین ہیں۔ تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کی پریشانی اور بدحالی کے دور ہونے کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و رحم سب کے شامل حال رکھے۔ آمین!

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا!

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

تاریخ عالم کی ورق گردانی کرنے اور خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ جب بھی دنیا میں ضلالت و گمراہی اور بے دینی اور فساد کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اور مخلوق خدا اپنے حقیقی خالق و مالک کو بھول جاتی ہے۔ اور دنیا طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ اور اس کی طرف سے کسی برگزیدہ انسان کو دنیا کی اصلاح و ارشاد کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ ابتدائے خلق آدم سے یہ سلسلہ برابر چلا آتا ہے۔ اور اُس وقت تک دنیا میں باقی رہے گا جب تک روئے زمین پر انسان کا بسنا مقدر ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں آ سکتا۔ جب اہل دنیا کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرنے اور انہیں اصلاح کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہو۔ مگر انسان کے حقیقی خالق و مالک کی طرف سے ایسا اہتمام نہ کیا جائے۔

چنانچہ خدا تعالیٰ کی اس قدیم سنت پر نگاہ کرتے ہوئے جب ہم موجودہ زمانہ کی ابتر حالت کا جائزہ لیتے ہیں۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ اس وقت مذہبی دنیا میں عقائد و اعمال کا غیر معمولی فساد رونما ہے۔ مادیت اور لادینی چاروں طرف جال پھیلائے ہوئے ہے۔ دجالی فتنے جن کے متعلق خود ہمارے آقا سید الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق تمام نبی ڈراتے آئے ہیں۔ ساری قوموں اور ساری ملتوں کو گھن کی طرح کھاتے جا رہے ہیں۔ اس لئے تمام حالات نہایت واضح طور پر ایک ایسے مصلح ربانی کی بعثت کے متقاضی ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاگردی اور آپ کی متابعت میں آپ ہی کے روحانی سورج سے روشنی پا کر دنیا کو منور کرے اور اسی کا دوسرا نام ظلی اور امتی نبی ہے۔ چنانچہ عین وقت پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اسی قسم کی نبوت کا دعوےٰ کیا اور آپ کا یہ دعوےٰ اسلام اور بانیٔ اسلام کی عزت و شان بڑھانے والا اور تمام امتوں میں اُمتِ محمدیہ کے سر کو بہت اونچا کرنے والا ہے۔ آپ کے اس دعویٰ پر متعدد قرآنی شواہد مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔

ہر شخص جانتا ہے کہ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو خیر اُمت قرار دیا گیا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ کی اُمت کے لئے گذشتہ امتوں سے بڑھ کر روحانی انعاموں کے دروازے کھولے گئے ہیں۔ کیونکہ جہاں گذشتہ وقتوں میں جو شخص نبوت کا درجہ پاتا تھا۔ وہ کسی سابقہ نبی کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست پاتا تھا۔ لیکن اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام ختم نبوت کی برکت سے امت محمدیہ میں یہ دروازہ آپ کی شاگردی اور غلامی میں کھولا گیا ہے۔ اس طرح گویا آپ کا ارفع مقام آپ کی امت کے لئے بھی شرف و فضیلت کا باعث ہوا۔

کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ بعض لوگ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کا اقرار کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنی کوتاہ نظری سے آپ کی نسبت ایسی باتیں بیان کرتے ہیں۔ جس سے بجائے آپ کی فضیلت ثابت ہونے کے نعوذ باللہ آپ کی منقصت ظاہر ہوتی ہے اگر معقولیت کی نگاہ سے اس بارہ میں غور کیا جائے۔ تو جماعت احمدیہ کا موقف زیادہ صحیح اور درست ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ اخبار اہلحدیث دہلی مجریہ ۱۵ رنومبر ۱۹۵۷ء میں "ختم نبوت کے دلائل" کے عنوان سے مولانا عبد الرؤف رحمانی صاحب کا جو مضمون شائع ہوا ہے۔ وہ اسی کا آئینہ دار ہے۔ اگرچہ اس مضمون میں صرف انہیں دلائل کو دہرایا گیا ہے۔ جن پر جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا بحث کی جا چکی ہے۔ تاہم رحمانی صاحب نے اس مضمون میں "یادش بخیر" کے ضمنی عنوان کے ماتحت اپنے زمانہ طالبعلمی کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ جو خاص طور پر قابل غور ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے۔ کہ آپ نے دار الحدیث رحمانیہ دہلی سے فراغت کے آخری سال اپنے چند دیگر رفقاء کے ساتھ ایک تقریری مقابلہ میں "ختم نبوت" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور امتیازی انعام حاصل کیا۔ چنانچہ اس پانچ منٹ کی مختصر تقریر میں آپ نے جو کچھ اُس وقت بیان کیا اس کا اعادہ کرتے ہوئے اس تقریر کو ان الفاظ میں ختم کیا گیا ہے:-

"بہر حال آنحضرت نبی آخر الزمان
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں
ایسے اصول و کلیات ہیں جن میں
قیامت تک کی پیش آنے والی
جزئیات پر اشارات موجود ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات
کی جامعیت و اکملیت کے پیش
نظر کسی نے خوب لکھا ہے ؎
ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے"

مضمون نگار نے تقریر کے ان اختتامی فقرات کے معاً بعد حسب ذیل نوٹ دیا ہے:-

"(نوٹ) اب تک یاد ہے کہ اس ۵ منٹ کی تقریر کے مابین کئی بار نعرہ تکبیر بلند ہوا۔ سب سے آخر میں ان مذکورہ شعروں کے پڑھنے پر نہ معلوم کیا انداز اور کیا تاثیر تھی کہ حضرت مولانا استاذنا و شیخنا مولانا احمد اللہ صاحب پرتاب گڑھی شیخ الحدیث رحمانیہ دہلی ہاواں آواز سے رو پڑے اور خلوت میں جب ملاقات ہوئی تو فرمایا بیٹا تم نے مجھے آج رلا ڈالا"۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ بالا اشعار میں فی الواقع ایسی ہی تاثیر پنہاں ہے۔ جو شخص بھی خالی الذہن ہو کر ان پر غور کرے گا۔ وہ بھی جناب شیخ الحدیث رحمانیہ کی طرح متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور پھر اس واقعہ نے مولانا عبد الرؤف صاحب کی طبیعت پر ایسا غیر معمولی اثر چھوڑا کہ باوجودیکہ اس پر کئی سال گذر چکے ہیں۔ مولانا صاحب اس واقعہ کی غیر معمولی لذت اب تک محسوس کرتے ہیں۔ اسی لئے اس کے معاً بعد ایک دوسرے ضمنی عنوان یاد ایام کے ماتحت اپنے خوبصورت ماضی کو نہایت حسرت آمیز الفاظ میں یاد کرتے ہیں۔ لیکن شاید مولانا کو اپنے زمانہ طالبعلمی سے اب تک کسی وقت اس بات پر سنجیدگی سے غور کرنے کا موقعہ نہیں ملا کہ آخر ایسا پُر اثر تاثیر کلام کس کا تھا۔ جس نے ایک طرف آپ کے استاذ الحدیث کو بے اختیار رُلا دیا۔ اور دوسری طرف اس واقعہ کی یاد خود اُن کے حافظہ میں اب تک غیر معمولی صورت میں محفوظ چلی آتی ہے؟؟

سو واضح ہو کہ علم و معرفت سے بھرا ہوا یہ پُر تاثیر کلام اُسی مقدس وجود کا ہے۔ جس کی باتوں کی تردید اور اس کے دعوے کی تکذیب کی غرض سے مضمون نگار نے بھی چند اوراق سیاہ کئے ہیں۔ کاش مولانا کی قسم کے افراد خدا تعالیٰ کے ارشاد:

لا تقف ما لیس لک بہ علم
ان السمع والبصر والفؤاد
کل کان عنہ مسئولاً۔

پر عمل کرتے ہوئے غور کرتے کیونکہ اسی ارشاد ربانی میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ کوئی کام بھی جو علم الیقین کے بغیر انجام دیا گیا ہے ضرر سے خالی نہیں۔ کیونکہ انسان کے کان آنکھ اور دل سبھی جوارح کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے سوال کیا جائے گا۔!!

اب اس ایک واقعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی۔ کہ اس ایک مقدس وجود کی تکذیب میں کس قدر جلد بازی سے کام لیا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر آپ کے کلمات طیبات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو بلا شبہ اس میں علم و معرفت کے بیشمار گوہر ملتے ہیں۔ اور وہ تمام اختلافات خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ جو آپ کے مخالفین کی طرف سے وقتاً بعد وقتٍ پیش کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی مضمون میں جو دو اشعار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے مضمون نگار نے نقل کئے ہیں۔ اُن میں جس خوبی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی جامعیت و اکملیت کو بیان کیا گیا ہے۔ خود مضمون نگار بھی اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔

اب اگر انہیں دو اشعار میں بیان کردہ مضمون کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جملہ دعاوی کے متعلق معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کا دعوےٰ نبوت بھی اسی نقطہ مرکزی کے گرد گھومتا ہے جسے آپ کے یہ دونوں اشعار پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر حضور نے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ:-

"میں اُسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اُس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰق سے اور اسمٰعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف سے اور موسےٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴، ۲۵)

پس جب یہ صورت ہے تو ذرا غور فرمایئے کہ پھر کونسی بات متنازع فیہ باقی رہ گئی۔ اور اس تجہیت بازی میں کیا وزن رہ گیا جو ختم نبوت کے دلائل کی صورت میں پیش کی جاتی ہے!! فاعتبروا یا اولی الابصار:

خطبہ جمعہ

مساجد تعمیر کرنا اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور اسکے فضلوں کو حاصل کرنیکا ایک اہم ذریعہ ہے

اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۷ نومبر ۱۹۵۸ء بمقام دار الذکر لاہور

نوٹ:۔ اگرچہ یہ خطبہ جمعہ کے ایک حصہ میں لاہور کے دوست مخاطب ہیں لیکن اس کا بیان فرمودہ نکات معرفت سبھی احباب جماعت کے لئے یکساں ایمان افزاء اور روح پرور ہیں اس کے پیش نظر یہ خطبہ اسی جگہ نقل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

...... نے فرمایا:

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ تو آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ میں ہی رہ گئے تھے۔

بیعت عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر

جب ہجرت کے متعلق مشورہ ہوا۔ تو حضرت عباس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس مشورہ میں شامل تھے۔ یوں تو وہ آپ کو مانتے تھے۔ لیکن دوسروں سے اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے۔ حج کے موقعہ پر حاجیوں کو پانی پلانے کا کام بھی ان کے سپرد تھا۔ ایک دفعہ کسی بات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہو گیا تو انہوں نے کہا۔ ہم تو خدا تعالےٰ کے رسول اور اس کے دین کی خدمت کرتے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں ہم نے اپنی جانوں کی بھی پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ ہم نے اسلام کی خاطر لڑائیاں لڑیں اور بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ ہمارے سامنے آپ لوگوں کی حیثیت ہی کیا ہے۔ آپ تو اس وقت مکہ میں بیٹھے تھے۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں ہجرت کے وقت مکہ میں رہ گیا۔ اور آپ لوگ خدا تعالیٰ کے

دین کی خاطر جہاد

کرتے رہے۔ لیکن ہم وہاں حاجیوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ اور ہماری یہ خدمت بھی کچھ کم خدمت نہیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ بیشک حاجیوں کو پانی پلانا بھی ایک نیکی ہے۔ مگر خدا اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا زیادہ افضل ہے اور یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی ذکر کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ مساجد کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو خدا اور اسکے رسول پر ایمان لائے۔ اور ان کی تعلیم پر عمل کرے (توبہ ع ۳) مگر ظاہر ہے کہ

مسجد تبھی آباد ہو سکتی ہے

جب وہ بنی ہوئی بھی ہو۔ جب کوئی مسجد بنی ہی نہ ہو۔ تو وہ آباد کیسے ہو گی اس بارہ میں تم اپنی مثال دیکھ لو۔ پہلے لاہور میں ہماری صرف گمٹی والی مسجد ہوا کرتی تھی۔ جو خواجہ کمال الدین صاحب نے غیر احمدیوں سے معاہدہ کر کے چھوڑ دی۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک یہاں کوئی مسجد نہ بنی۔ جب ...... کا جھگڑا شروع ہوا تو میں نے

قریشی محمد حسین صاحب

مفرح عنبری والوں سے کہا کہ یہاں مسجد بنانے کی کوشش کریں۔ وہ بڑی ہمت والے آدمی تھے۔ انہوں نے ۱۷ مرلہ زمین کے ایک ٹکڑا پر قبضہ کر لیا۔ اور فوری طور پر مسجد کی بنیاد رکھ دی۔ اور بعد میں اس پر ۴۰-۴۵ ہزار روپیہ خرچ کر کے ایک عمارت کھڑی کر دی۔ یہ وہی مسجد ہے۔ جو بیرون دہلی دروازہ میں ہے۔ پھر اس نے بھرنا شروع کیا۔ اور ایک وقت ایسا آیا۔ جب اس میں ہزار ہزار ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار نمازی آجاتے تھے۔ جب خلافت کا جھگڑا شروع ہوا۔ تو لاہور میں صرف چند احمدی تھے جن کا خلافت ثانیہ سے تعلق تھا۔ ایک شمس الدین صاحب تھے اور ایک ان کے بھائی تھے۔ اور یا پھر میاں فیملی کے افراد تھے۔ جو میاں چراغ الدین صاحب کے تعلق کی وجہ سے خلافت کے ساتھ رہے۔

میاں چراغ الدین صاحب رضی اللہ عنہ

کے ایک لڑکے حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ بھی پیغامیوں میں شامل ہو گئے تھے۔ ان کے متعلق میں نے ایک دفعہ دعا کی۔ تو میں نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ وہ قادیان آئے ہیں۔ اور میں نے انہیں ایک چارپائی پر لٹایا ہے۔ اور کپڑا اٹھا کر میں ان کے پیٹ پر چھری پھیر رہا ہوں۔ پھر خواب میں ہی مجھے ایسا محسوس ہوا۔ کہ انہوں نے توبہ کر لی ہے۔ میں نے یہ رؤیا میاں چراغ الدین صاحب کو سنایا۔ تو وہ بہت خوش ہوئے۔ اس رؤیا کے چند دن بعد ہی حکیم محمد حسین صاحب نے بیعت کر لی۔ اب تو خدا تعالےٰ کے فضل سے میاں چراغ الدین صاحب کی ساری اولاد خلافت سے وابستہ ہے لیکن شروع شروع میں جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ پیغامیوں میں شامل ہو گئے تھے۔ اور کچھ عرصہ تک اخبار پیغام صلح کے ایڈیٹر بھی رہے۔ بہر حال پہلی مسجد احمدیہ جو بیرون دہلی دروازہ ہے قریشی محمد حسین صاحب مفرح عنبری والوں کی برکت سے بنی۔ ۱۷ مرلہ زمین میں تھی۔ اس کے بعد تم ہجرت کر کے یہاں آ گئے۔ تو ایک عرصہ تک رتن باغ میں نماز جمعہ پڑھتے رہے۔ پھر میں نے جماعت احمدیہ لاہور کو بڑے زور سے تحریک کی۔ کہ لاہور میں

ایک اور مسجد بنانے کی کوشش کرو

جو بہت بڑی ہو۔ لیکن کافی عرصہ تک اس پر کوئی عمل نہ ہوا۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ نے جماعت احمدیہ لاہور کو توفیق دی اور انہوں نے زمین کا ایک ٹکڑا خرید لیا۔ اس کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے کہ ۴½ کنال ہے۔ گویا ہماری موجودہ مسجد پہلی سے قریباً ۸ گنا بڑی ہوگی۔ وہ صرف ۱۷ مرلہ میں تھی۔ اور یہ ۱۳۵ مرلہ میں ہوگی۔ اور اگر گمٹی والی مسجد سے اس کا مقابلہ کیا جائے۔ تو یہ اس سے کئی گنا زیادہ ہے گمٹی والی مسجد میں تو

سات آٹھ نمازی ایک وقت میں

نماز پڑھ سکتے تھے۔ مولوی غلام حسین صاحب مرحوم اس مسجد کے امام تھے وہ احمدی ہو گئے تو انہوں نے اپنی مسجد جماعت کو وقف کر دی جو بعد میں خواجہ کمال الدین صاحب نے غیر احمدیوں سے معاہدہ کر کے چھوڑ دی۔

مولوی غلام حسین صاحب مرحوم

بہت ہی نیک انسان تھے۔ لیکن غریب بہت تھے۔ ان کی عادت تھی۔ کہ وہ کسی سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں ان کی مسجد میں گیا۔ تو میں نے ان سے مصافحہ کرنا چاہا۔ لیکن انہوں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ مگر یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ پھر انہوں نے اخلاص میں بہت ترقی کی۔ ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۷ء میں مجھے بخار ہوا۔ تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اسے فوراً کسی پہاڑ پر بھیج دیا جائے۔ چنانچہ میں اپنے نانا جان

حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ

کے ساتھ شملہ چلا گیا۔ مولوی غلام حسین صاحب مرحوم بھی وہاں آ گئے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک نوجوان مجھ سے پڑھتا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ میں شملہ جا رہا ہوں۔ اس لئے میں اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکتا۔ میں نے کہا میں بھی شملہ میں پڑھاتا ہوں۔ تمہارا تمہیں پڑھایا کروں گا اور روپیہ کی فکر نہ کرو میں اپنا کرایہ اپنی جیب سے ادا کروں گا۔ غرض وہ بہت ہی نیک انسان تھے۔ اور پڑھانے کا انہیں بے حد شوق تھا گمٹی والی مسجد کے وہی امام تھے اور بڑا اخلاص رکھتے تھے۔ لیکن بعد میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں دوسری مسجد دے دی۔ جو پہلی مسجد سے بہت بڑی تھی۔ اور اب ایک اور مسجد بنانے کی توفیق دے دی ہے۔ جو دوسری مسجد سے بھی بڑی ہے۔

بہر حال جوں جوں مسجدیں بنتی گئیں اللہ تعالےٰ جماعت کو بھی برکت دیتا گیا۔ آج

مجھے بتایا گیا ہے

کہ جمعہ کی نماز میں تین ساڑھے تین ہزار مرد و عورت شامل ہوئے ہیں۔ حالانکہ پہلی مسجد میں ہزار ڈیڑھ ہزار آدمی جمعہ کے لئے آتا تھا۔ اور جیسے جامن کو ڈبہ میں ڈال کر اور نمک ملا کر ہلایا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مسجد میں نمازیوں کا حال ہوتا تھا۔ اور پھر دو اڑھائی سو سائیکل ہوتا تھا۔ اور کاریں اور بسیں بھی آتی تھیں۔ تو دیکھو

یہ اللہ تعالےٰ کا کتنا بڑا احسان ہے

تم اس کو یاد کرو اور اس کے شکریہ کے طور پر خدا تعالےٰ کے گھر کو تعمیر کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی کرو اب مجھے لاہور آنے کا رقعہ ملا۔ تو میں نے شیخ بشیر احمد صاحب اور چوہدری اسد اللہ خانصاحب کو تحریک کی کہ بائیس کنال زمین اور ملتی ہے۔ وہ بھی خرید لی جائے اور اس کے ساتھ چھ کنال کا ایک ٹکڑا ہے۔ وہ بھی خرید لیا جائے۔ یہ ساری مل کر کوئی ۳۵ کنال زمین ہو جائے گی۔ جو قریباً ساڑھے چار ایکڑ بن جاتی ہے۔ اگر ساری زمین میں مسجد بن جائے تو لاہور میں اور کوئی مسجد اس جتنی بڑی نہیں ہو گی۔ دراصل حقیقت

ہماری مثال ویسی ہی ہے

جیسے مشہور ہے۔ کہ کسی چڑی مار نے جال بچھایا ہوا تھا۔ اور کوئی شخص پاس سے شور مچاتا جا رہا تھا۔ جس کی وجہ سے جانور جال میں پھنستے نہیں تھے۔ چڑی مار نے اسے پکڑ لیا۔ اور خوب مارا۔ اور کہنے لگا کہ تم شور ڈالنے کی بجائے یہ کہو کہ آتے جاؤ اور پھنستے جاؤ۔ چنانچہ اس نے یہ فقرہ کہنا شروع کر دیا اور آگے چل پڑا۔ رستہ میں اسے کچھ چور ملے۔ انہوں نے جب اسے یہ فقرہ کہتے سنا۔ تو انہیں بڑا غصہ آیا۔ اور انہوں نے اسے خوب مارا۔ اور کہا تو ہمیں یہ فقرہ کہہ کر پھنسانا چاہتا ہے۔ اس نے کہا پھر کیا کہوں انہوں نے کہا تم یہ کہو کہ لاتے جاؤ اور رکھتے جاؤ۔ چنانچہ اس نے یہی فقرہ کہنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دور گیا تو اسے ایک جنازہ ملا۔ اس نے اونچی آواز سے یہ فقرہ کہہ دیا۔ اس پر جنازہ والوں نے اسے پکڑ لیا اور مارا۔ اور اسے پوچھا کہ یہ اور کیا کہوں انہوں نے

کہا۔ تم یہ کہو کہ اللہ یہ دن کسی کو نہ دکھائے۔ وہ دہاں سے گذر رہا۔ تو آگے سے ایک برات آرہی تھی۔ وہ اس کے پاس سے گذرنے ہوئے کہنے لگا۔ اللہ تعالےٰ یہ دن کسی کو نہ دکھائے۔ اس پر انہوں نے اسے مارنا شروع کردیا۔ غرض جس طرح اسے اپنے الفاظ بدلنے پڑے۔ اسی طرح ہمیں بھی ہر تبدیلی پر ایک نیا قدم اُٹھانا چاہیئے پس

جماعت کوشش کرے

کہ چندہ کر کے اس ساری زمین کو مسجد میں شامل کرے۔ اس طرح یہ مسجد اتنی بڑی ہو جائے گی کہ لاہور کی اس کوئی مسجد اس کے برابر نہیں ہوگی شاہی مسجد بھی اس سے چھوٹی ہوگی۔ کیونکہ وہ زیادہ سے زیادہ ۵ کنال میں ہوگی۔ پھر نہ صرف یہ مسجد ہی لاہور میں سب سے بڑی ہوگی۔ بلکہ چونکہ مسجد خدا تعالےٰ کا گھر ہوتا ہے۔ اسلئے تمہاری جماعت بھی لاہور میں سب سے بڑی جماعت ہو جائیگی کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دنیا میں مسجد بناتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے

جنت میں گھر بناتا ہے

اب یہ سیدھی بات ہے۔ کہ جب ۵ - ۶ کنال زمین مسجد بنے گی۔ تو جنت میں بھی تمہارے لئے ایک کوٹھی بن جائے گی۔ لیکن جب یہ مسجد بنے گی۔ جو ۲۵ کنال میں ہوگی۔ تو خدا تعالےٰ تمہارے لئے جنت میں ایک عظیم الشان محل بنائے گا۔ اور تم یہ نہ سمجھو کہ تمہیں اتنی بڑی مسجد بنانے کی توفیق نہیں۔ اتنی بڑی مسجد بنانے کی طاقت تم میں موجود ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس وقت جمعہ میں تین ساڑھے تین ہزار احمدی موجود ہیں۔ اگر تین ہزار بھی فرض کر لئے جائیں سا دمسان میں سے ہر ایک پچاس روپیہ مسجد کے لئے دے تو ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع ہو جاتا ہے۔ پھر

شہریوں کی مالی حالت

گاؤں والوں کی نسبت بہت اچھی ہوتی ہے اس لئے بعض دوست ۵۰ روپیہ سے بھی زیادہ دے سکتے ہیں۔ اور اس طرح بہت زیادہ رقم جمع ہو سکتی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ شیخ بشیر احمد صاحب ایک شخص کے پاس مسجد کے لئے چندہ لینے گئے۔ تو اس نے پوچھا آپ میرے متعلق کیا خیال کرتے ہیں۔ کہ میں کتنی رقم دے سکتا ہوں۔ انہوں نے خیال کیا کہ اگر میں نے تھوڑی رقم مانگی تو میرے دل میں خلش رہے گی کہ شاید یہ اس سے زیادہ رقم مانگتا تو یہ اتنی رقم بھی دے دیتا۔ اور اگر میں نے زیادہ روپیہ مانگا تو یہ شخص خیال کرے گا۔ کہ مجھ پر بہت زیادہ بوجھ ڈالا گیا ہے۔ آخر سوچ بچار کے بعد میں نے کہا۔ آپ پانچ ہزار روپیہ دے دیں۔ اس پر اس نے

بیس ہزار روپیہ کا چیک

کاٹ کر دے دیا۔ پس یہ خدا تعالےٰ کے فضل سے بعید نہیں کہ یہاں اتنی بڑی مسجد بن جائے۔ یہ مرکزی جگہ ہے۔ اور سارے پاکستان سے لوگ یہاں آتے ہیں ساری جماعت کا چندہ پچاس لاکھ کے قریب ہوتا ہے۔ اس لئے اس مسجد کے لئے دو تین لاکھ روپیہ دے دینا جماعت کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اول تو یہاں کے احمدی ہی اتنا چندہ دیدیں گے۔ لیکن اگر وہ نہ دے سکیں۔ تو سارے پاکستان کے احمدی جو یہاں آتے ہیں۔ وہ دیں گے۔ کہ ہم بھی تو اس شہر میں جاتے ہیں اور مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ ہم بھی چندہ دیتے ہیں۔ اس لئے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ آپ لوگ کوشش کریں گے۔ تو خدا تعالےٰ بھی مدد دے گا۔ پس

کوشش کرو

کہ ساری زمین میں مسجد بن جائے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمیں زمین کا کوئی حصہ بیچنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اور لاہور کی جماعت اپنی کوشش سے ہی ایک عالیشان مسجد بنالے گی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک دو سال کے بعد صدر انجمن احمدیہ بھی کچھ روپیہ تمہیں قرض کے طور پر دے دے اور اس طرح تمہیں مدد مل جائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خود لاہور کی جماعت میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اس مسجد کو بنا سکتی ہے

کراچی کی جماعت

دو مسجدیں بنا چکی ہے۔ ایک اس نے وکٹوریہ روڈ پر بنائی۔ اور دوسری مارٹن روڈ پر۔ مارٹن روڈ والی مسجد کی عمارت گو زیادہ شاندار نہیں۔ لیکن بہر حال اس جماعت نے دو مساجد بنالی ہیں۔ بیشک کراچی کی جماعت لاہور کی جماعت کی نسبت زیادہ مالدار ہے۔ اور اس کی تعداد بھی اس سے زیادہ ہے [illegible] ان تعداد کو نہیں دیکھ کرتا مجھے یاد [illegible] پچھلے سال میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ

چنیوٹ کا ایک سنار

لڑکا میرے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ململ کے کپڑے میں بندھی ہوئی کوئی چیز تھی۔ وہ اس نے مجھے دے دی اور پھر کہا۔ کہ اس پوٹلی میں سونے کے دو کڑے ہیں۔ جو میری والدہ نے مجھے دیئے ہیں۔ میری والدہ کہتی ہے کہ یہ کڑے میں نے کسی خاص مقصد کے لئے رکھے ہوئے تھے لیکن اب میں چاہتی ہوں کہ آپ انہیں بیچ کر کسی دینی کام میں لگالیں۔ چنانچہ میں نے انہیں بیچ کر ان کی قیمت

مسجد ہیگ

میں دے دی میرا خیال ہے۔ کہ وہ ۴ - ۵ سو کے ہوں گے۔ اسی طرح اب بھی جب میں ربوہ سے چلا ہوں۔ ایک شخص نے مجھے لکھا۔ کہ میرا بچہ بیمار ہو گیا تھا۔ اور میری بیوی نے منت مانی تھی کہ اگر میرا بچہ بچ گیا تو میں فلاں زیور سلسلہ کو دیدوں گی غرض عورتیں بھی بہت کچھ چندہ میں دے دیتی ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک دفعہ مردوں میں کسی چندہ کی تحریک کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ عورتوں سے کہدو وہ پردہ کرلیں۔ میں انہیں بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ پردہ کرلیا گیا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان میں تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے ابھی مردوں میں دین کی خدمت کے لئے چندہ کی تحریک کی ہے۔ اور انہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اب میں تمہارے پاس بھی آیا ہوں کہ تم بھی اس تحریک میں حصہ لو۔ اس پر ایک عورت نے اپنے ہاتھ سے ایک کڑا اتار کر آپ کی طرف پھینک دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میری طرف سے قبول فرمایئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عورت! تیرا ایک ہاتھ تو

دوزخ کی آگ سے بچ گیا

اب دوسرا ہاتھ بھی کہہ رہا ہے کہ تو اسے بھی دوزخ کی آگ سے بچا۔ اس پر اس عورت نے اپنا دوسرا کڑا بھی آپ کی طرف پھینک دیا۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل سے عورتوں کے اندر بھی قربانی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ آپ لوگ عورتوں کا تعاون حاصل کریں۔ ممکن ہے کہ وہ مردوں سے آگے نکل جائیں۔ دیکھو ہیں

ہیگ میں جو مسجد بنی ہے

وہ صرف عورتوں کے چندہ سے ہی بنی ہے۔ اس پر ایک لاکھ چوہتر ہزار روپیہ خرچ آیا تھا۔ جس میں سے ۹۷۰۰۰/- روپیہ عورتوں نے ادا کر دیا ہے۔ اور صرف ۷۷ ہزار ادا کرنا باقی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم یہ رقم جلسہ تک یا اس کے کچھ دیر بعد دیدیں گی صرف ارادہ اور ہمت کی ضرورت ہے اگر عورتیں اور مرد سب مل کر زور لگائیں۔ تو مسجد کے لئے رقم جمع کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔

مجھے یاد ہے

ایک دفعہ میں کشمیر گیا سری نگر کے پاس ایک چھوٹی سی جھیل ہے۔ جو "ڈل" کہلاتی ہے۔ اس کے پاس سے ہی دریائے جہلم گذرتا ہے۔ اور دریا میں سے ایک نہر کاٹ کر اس "ڈل" کے سامنے سے گذاری گئی ہے۔ اس "ڈل" میں اس نہر کا دروازہ کھلتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دریا کا پانی اونچا ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں نہر کا پانی بھی اونچا ہو جاتا ہے۔ اور "ڈل" میں زور سے پانی گرنے لگ جاتا ہے۔ اس وقت کشتی نیچے سے اوپر لے جانی بڑی مشکل ہوتی ہے اور بعض دفعہ دریا کا پانی نیچا ہو جاتا ہے اور ڈل کا پانی اونچا ہو جاتا ہے۔ جب دریا اور

"ڈل" کا پانی

برابر ہو تب تو کشتیاں آسانی سے اِدھر اُدھر آتی رہتی ہیں۔ لیکن جب ایک طرف کا پانی اونچا نیچا ہو جاتا ہے تو انہیں کشتی چلانے میں بڑی دقت محسوس ہوتی ہے۔ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ ایک کشتی آئی جس میں کشمیری مرد اور عورتیں اور بچے بیٹھے ہوئے تھے اور ایک طرف کا پانی اونچا تھا۔ انہوں نے بہت زور لگایا۔ مگر وہ اس کشتی کو آگے لے جانے میں

کامیاب نہ ہوسکے

آخر کچھ آدمی کشتی سے اتر گئے۔ اور انہوں نے رسے ڈال کر کشتی کو کھینچنا شروع کیا۔ اور یہ نعرہ لگانا شروع کر دیا۔ لاالٰہ الّا اللہ یعنی لا الٰہ الّا اللہ۔ لیکن کشتی پھر بھی نہ نکلی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اللہ کا نام لے کر ہمارا کام نہیں بنا تو انہوں نے یا شیخ ہمدان کا نعرہ لگایا شیخ ہمدان ایک بزرگ تھے جنہوں نے کشمیر میں اسلام پھیلایا تھا لیکن کشتی اس نعرہ پر بھی باہر نہ نکلی۔ تب انہوں نے آخری نعرہ یا پیر دستگیر کا لگایا۔ اس نعرہ کا لگنا تھا کہ کیا عورتیں اور کیا مرد دیوانہ وار کود کر کشتی سے نیچے اتر آئے اور سب نے مل کر زور لگانا شروع کر دیا۔ اور آخر وہ کشتی کو کھینچ کر آگے لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ تم بھی

یا پیر دستگیر کا نعرہ لگا کر

اس کام کو شروع کرو۔ لیکن یاد رکھو پیر دستگیر سے حضرت سید عبد القادر صاحب جیلانی رح مراد نہیں بلکہ اس سے خدا تعالےٰ کا اپنا وجود مراد ہے۔ جو حقیقی دستگیر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میرے پاس ایک فقیر آیا اور اس نے کہا۔ پیر دستگیر کے نام پر کچھ دو۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں اس وقت وہابی تھا۔ اس لئے میں نے اس فقیر کو ڈانٹا کہ تم شرک کرتے ہو۔ لیکن وہ فقیر بہت ہوشیار تھا اس نے جھٹ کہا آپ تو یونہی ناراض ہوتے ہیں کیا خدا تعالےٰ کے سوا بھی کوئی دستگیر ہے؟ دراصل اس کی مراد تو حضرت سید عبد القادر صاحب جیلانی رح سے ہی تھی۔ لیکن

حضرت خلیفہ اوّل رض

کے ناراض ہونے پر اس نے بات بدل دی۔ اور حضرت خلیفہ اول رضؓ نے چپ کر کے اسے کچھ دیدیا۔ اسی طرح تم بھی اپنے دستگیر خدا کا نعرہ مارو۔ اور سب مل کر اس کام میں لگ جاؤ۔ پھر تم دیکھو گے کہ اس عمارت کی بنیاد بھی رکھ دی جائے گی اور باقی عمارت کے لئے روپیہ بھی مہیا ہو جائے گا۔ جب انسان

کسی کام کا پختہ ارادہ کر لے

تو خدا تعالےٰ خود ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ جن سے انسان ایسے کام میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ مجھے بعض اوقات علاج اور دوسرے کاموں کی غرض سے کراچی جانا پڑتا ہے۔ وہاں صدر انجمن احمدیہ کی ایک بلڈنگ ہے۔ میں اس بلڈنگ میں ٹھہرتا ہوں جس کی وجہ سے وہ اسے کرایہ پر نہیں دے سکتے میں نے خیال کیا کہ اگر وہاں میرا اپنا مکان بن جائے تو اس مکان میں میں ٹھہرا کروں اور انجمن اس مکان کو کرایہ پر دے دیا کرے۔ تاکہ اس سے کچھ آمد پیدا ہو۔ میں نے کراچی میں گیارہ سو گز زمین خریدی ہوئی تھی۔ لیکن مکان بنانے کی کوئی صورت نہیں تھی کیونکہ میرے پاس روپیہ نہیں تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اس کا بھی سامان کر دیا۔ ربوہ کے قریب میری کچھ زمین تھی جسے میں نے فروخت کر دیا۔ اور اس طرح میری ضرورت پوری ہو گئی اگر ایک فرد کی خدا تعالےٰ اس طرح مدد کرتا ہے۔ تو وہ جماعت کی کیوں مدد نہیں کرے گا جماعت تو اس کی مدد کی بہت زیادہ مستحق ہے۔ لاہور میں بھی ۱۹۴۷ء میں میں نے کچھ زمین سمن آباد میں خریدی تھی۔ اور میں نے شروع سے یہ نیت کی ہوئی تھی کہ اس زمین پر کوٹھی بنا کر صدر انجمن احمدیہ کو دیدوں گا۔ اس کے بعد میں نے گلبرگ میں بھی زمین خرید لی

اب میرا ارادہ ہے

کہ سمن آباد والی زمین بیچ کر گلبرگ والی زمین پر کوٹھی تعمیر کروں۔ اور گلبرگ والی کوٹھی صدر انجمن احمدیہ کو دے دوں۔ اگر میں نے پہلے سے یہ نیت نہ کی ہوتی کہ میں یہ کوٹھی صدر انجمن احمدیہ کو دیدوں گا تو میں لاہور کی جماعت کو دے دیتا۔ لیکن اب میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ میں شروع سے ہی یہ نیت کر چکا ہوں کہ میں یہ کوٹھی صدر انجمن احمدیہ کو دیدوں گا۔ یہاں جب کبھی میں آتا ہوں ہمشیرہ کے الاٹ شدہ مکان میں ٹھہر جاتا ہوں۔ قیام چونکہ مختصر ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی

کراچی میں زیادہ دیر قیام

کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے وہاں ذاتی مکان کی ضرورت تھی۔ تاکہ صدر انجمن احمدیہ کا مکان خالی ہو اور وہ کرایہ پر چڑھ سکے

صدر انجمن احمدیہ کا یہ مکان

چھ فلیٹ پر مشتمل ہے اور اگر ایک فلیٹ ۵۰۰/- روپیہ ماہوار پر بھی چڑھے تو تین ہزار روپیہ ماہوار اور ۳۶ ہزار روپیہ سالانہ مل جاتا ہے۔ بہرحال میں نے کراچی والی جائداد کو اپنے پاس اس لئے رکھا کہ صدر انجمن احمدیہ کی جائیداد آزاد ہو جائے۔ یہاں صدر انجمن احمدیہ کی اس وقت تک کوئی جائیداد نہیں۔ یہاں میں چند دن کے لئے آتا ہوں اور ہمشیرہ کے پاس ٹھہر جاتا ہوں۔ اور اگر بالفرض یہاں کوئی مکان نہ بھی ملے تو ہم کسی اچھے ہوٹل میں ٹھہر سکتے ہیں۔ یا جو کوٹھی میں صدر انجمن احمدیہ کو دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وہ ہم کرایہ پر لے سکتے ہیں۔ غرض تم

اس مسجد کے بنانے کی کوشش کرو

تاکہ جنت میں تمہارا گھر بنے۔ تم نے دیکھا کہ پچھلے دنوں لاہور میں کس قدر گھر جلے ہیں۔ ہمارے ایک

ڈاکٹر نور احمد صاحب

تھے۔ جو بڑی مدت سے لاہور میں رہتے تھے۔ اور انہوں نے یہاں اپنا مکان بھی بنایا ہوا تھا۔ لیکن فسادات میں ان کا گھر جلا دیا گیا۔ وہ بیمار تھے۔ اب سنا ہے کہ فوت ہو گئے ہیں۔ تو دنیا کی

سب چیزیں فانی ہیں

وہی چیز انسان کے کام آتی ہے۔ جو نیک کاموں میں خرچ کی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک غریب عورت تھی۔ وہ محنت مزدوری کر کے اپنا گذارہ کیا کرتی تھی۔ وہ گاؤں والوں کا سوت کاتا کرتی۔ اور اس سے جو آمد ہوتی۔ اسی سے وہ اپنی خوراک کا خرچ بھی چلاتی کپڑے بھی بناتی اور کچھ روپیہ بھی جمع کرتی اس جمع شدہ روپیہ سے اس نے سونے کے کڑے بنوائے۔ ایک دن ایک چور اس کے گھر آیا۔ اور وہ کڑے چرا کر لے گیا۔ وہ عورت اس کا مقابلہ تو نہ کر سکی۔ لیکن اس نے اس چور کو پہچان لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس عورت نے پھر مزدوری کی اور روپیہ جمع کر کے اس نے اور کڑے بنوا لئے۔ ایک دن وہ عورت گلی میں بیٹھی

چرخہ کات رہی تھی

کہ چور پاس سے گذرا۔ اور اس عورت کو دیکھ کر بھاگ پڑا۔ عورت نے اسے پہچان لیا۔ اور آواز دی۔ کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔ کہ تم نے میرے کڑے چرائے تھے۔ میں تم سے صرف ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔ چنانچہ وہ چور کھڑا ہو گیا اس عورت نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ دیکھو میں نے محنت مزدوری کر کے کچھ رقم جمع کی تھی۔ اور اس سے کڑے بنوائے تھے مگر تو وہ کڑے چرا کر لے گیا۔ میں نے پھر محنت مزدوری کر کے کڑے بنوا لئے ہیں۔ لیکن تیرے جسم پر اب بھی وہی لنگوٹی ہے۔ جو اس وقت تھی۔ تو جو شخص

نیکی اور تقویٰ پر قائم ہو

اور خدائی احکام پر عمل کرنے والا ہو۔ اگر اسے کوئی نقصان بھی پہونچ جائے۔ تو خدا تعالےٰ اس کا ازالہ کر دیتا ہے۔ اور اسے سونے کے کڑے مل جاتے ہیں۔ اور نقصان پہنچانے والے کے جسم پر لنگوٹی ہی رہتی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس مسجد کے سلسلہ میں ایک شخص مخالفت کر رہا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ میں یہ مسجد نہیں بننے دوں گا۔ لیکن اب وہ کہتا ہے۔ کہ میری چھ کنال زمین بھی لے لو۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی راہ میں جو شخص کام کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی مدد کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ پس تم اس بات سے نہ گھبراؤ۔ کہ تم بے بس ہو۔ اور غریب ہو۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ہوتا ہے وہ بے بس اور غریب نہیں ہوتا۔ بلکہ جو شخص اپنے آپ کو بے بس اور غریب سمجھے اس سے زیادہ جاہل اور کوئی نہیں ہوتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب

کرم دین کے مقدمہ کے سلسلہ میں

گورداسپور تشریف لے گئے۔ تو جس مجسٹریٹ کے پاس مقدمہ تھا۔ وہ آریہ تھا۔ آریہ سماج نے ریزولیوشن پاس کر کے اس مجسٹریٹ کے پاس بھیجا۔ کہ یہ شخص ہمارا دشمن ہے۔ اور ہمارے لیڈر لیکھرام کا قاتل ہے۔ اب اس کا کیس آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اور ساری قوم کی نظر آپ پر ہے۔ اگر آپ نے اس کو جانے دیا۔ تو آپ قوم کے دشمن ہوں گے۔ چنانچہ اس مجسٹریٹ نے وعدہ کر لیا۔ کہ میں مرزا صاحب کو ضرور سزا دوں گا۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب گوڑیانی ایک مخلص آدمی تھے۔ انہیں کسی نے اس ریزولیوشن کی اطلاع دیدی۔ اور انہوں نے دوسرے دوستوں کو بتا دیا۔

مولوی سید سرور شاہ صاحب رضؓ

نے یہ سارا واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جا کر سنا دیا۔ آپؑ اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ جب مولوی صاحب نے آپ کو یہ واقعہ سنایا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یک لخت اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپؑ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ میں اس کا شکار نہیں ہوں۔

میں خدا کا شیر ہوں

وہ خدا کے شیر پر ہاتھ تو ڈال دیکھے۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے آپؑ کی آواز اس قدر بلند ہو گئی کہ کمرہ سے باہر کے لوگ بھی چونک اٹھے۔ بعد میں اسی مجسٹریٹ کو ایسی سزا ملی۔ کہ وہ ایک دفعہ لدھیانہ کے سٹیشن پر مجھے ملنے کے لئے آیا۔ اور اس نے روتے ہوئے مجھ سے معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں سخت دکھ میں ہوں۔ میں نے مرزا صاحب کے پاس معافی مانگنے کے لئے جانا تھا۔ لیکن وہ تو اب فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ میرے لئے دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے اس عذاب سے نکال لے۔ اگر یہ عذاب کچھ اور عرصہ تک قائم رہا۔ تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔ اب دیکھو۔ کجا یہ دعوے کہ میں مرزا صاحب کو قید کر کے چھوڑوں گا۔ اور کجا یہ حالت کہ وہ عاجزانہ طور پر کہتا ہے۔ کہ

میرے لئے دعا کی جائے

کہ خدا تعالےٰ مجھے دکھوں سے نجات دے۔ تو دیکھو جو لوگ خدا تعالےٰ کے ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کی مدد کرتا ہے۔ اور انہیں ایسے نشان دکھاتا ہے۔ جن سے ان کا ایمان اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔

قادیان ایک گاؤں تھا

وہاں کئی قسم کی چیزیں دستیاب نہیں ہوتی تھیں۔ اس لئے لوگ باہر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پھل اور دوسرے تحفے بلٹی یا پارسل کر کے بھیج دیا کرتے تھے۔ چنانچہ میرے دفتر کے کارکن عبد اللطیف خاں کے دادا انوار حسین خاں صاحب لکھنؤ سے بڑے بڑے آم قادیان بھجوایا کرتے تھے میں نے ان آموں میں پانچ پانچ سیر کا آم بھی دیکھا ہے۔ اس قسم کا جو سامان ریل کے ذریعہ آتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے لانے کے لئے اپنے ایک خادم پیرا نامی کو بٹالہ بھجوایا کرتے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی عادت تھی۔ کہ وہ ہمیشہ بٹالہ اسٹیشن پر آیا کرتے۔ اور اگر انہیں کوئی ایسا آدمی مل جاتا۔ جو کہتا کہ میں نے قادیان جانا ہے۔ تو وہ اس کے پیچھے پڑ جاتے۔ اور کہتے کہ مخالفوں کی طرح کہتے کہ میں تو مرزا صاحب کا بچپن کا دوست ہوں۔ مجھ سے پوچھو کہ

بات کیا ہے

اس نے تو محض ایک دکان بنائی ہوئی ہے۔ اگر ایمان بچانا ہو۔ تو واپس چلے جاؤ۔ جہاں تمہیں کفر و الحاد اور جھوٹ کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا۔ میرے اپنے خسر مولوی عبد الماجد صاحب بھی ایک دفعہ قادیان آرہے تھے کہ مولوی صاحب انہیں ریلوے اسٹیشن پر ملے۔

اور انہیں واپس بہار بھیج دیا۔ مولوی صاحب نے نہیں کہا ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ محض دوکانداری ہے۔ اور کچھ نہیں۔ بعد میں وہ ہمیشہ اس بات کا افسوس کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر مجھ سے یہ غلطی نہ ہوتی اور میں

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

کی بات مان کر واپس نہ چلا جاتا۔ تو میں بھی صحابی ہوتا۔ مجھے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے خراب کیا ہے۔ تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی عادت تھی۔ کہ وہ روزانہ اسٹیشن پر آتے۔ اور اگر کوئی قادیان جانے والا انہیں مل جاتا۔ تو اُسے ورغلاتے۔ ایک دن اتفاقاً انہیں قادیان جانے والا کوئی شخص نہ ملا۔ پیرا بلٹی چھڑانے گیا ہؤا تھا۔ وہ ایک جگہ بیٹھا ہؤا تھا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اُسے جا ملے۔ پیرے نے واپس آکر بتایا۔ کہ میں بلٹی کے انتظار میں بیٹھا ہؤا تھا۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ پیرے سناؤ۔ تم نے قادیان میں کیا دیکھا ہے کہ وہاں بیٹھے ہو۔ مفت میں تمہارا ایمان خراب ہو رہا ہے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ مولوی صاحب میں پڑھا ہؤا تو نہیں ہوں میں نے صرف

ایک چیز دیکھی ہے

جو میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ میں آٹھ دس سال سے بلٹیاں چھڑانے بٹالہ آیا کرتا ہوں۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ آپ روزانہ اسٹیشن پر آتے ہیں۔ اور لوگوں کو بہکاتے ہیں شاید آپ کی یہاں آنے جانے کئی جوتیاں بھی گھس گئی ہوں گی۔ لیکن لوگ پھر بھی قادیان جاتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کی بیعت کر لیتے ہیں۔ وہ بعض اوقات بیماری کی وجہ سے مسجد میں بھی نہیں آتے اور لوگ دو دو گھنٹہ تک باہر بیٹھے رہتے ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ مرزا صاحب ضرور سچے ہیں۔ اب دیکھو جب خدا تعالےٰ کسی کی مدد کرتا ہے تو وہ کیسے حیرت انگیز طریق پر اس کی مدد کرتا ہے۔

مجھے یاد ہے

ایک دن ایک امریکن اور اس کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنے کے لئے قادیان آئے۔ مولوی محمد علی صاحب باہر تھے۔ اور قادیان میں اور کوئی انگریزی جاننے والا نہیں تھا۔ پہلے میرا خیال تھا۔ کہ اس وقت مفتی محمد صادق صاحب نے ترجمانی کا کام کیا تھا۔ لیکن بعد میں میرے داماد میاں عبدالرحیم احمد کے والد پروفیسر علی احمد صاحب نے جو پچھلے سال فوت ہوئے ہیں۔ بتایا کہ اس دن میں قادیان میں تھا۔ اور میں نے ایم۔اے پاس کیا ہؤا تھا۔ میں نے اس وقت ترجمان کے فرائض سرانجام دیئے تھے۔ بہرحال وہ

دونوں میاں بیوی قادیان آئے۔ ملاقات کے دوران میں اس امریکن نے کہا۔ کہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن پہلے مسیح نے تو

کئی نشانات دکھائے تھے

آپ بھی ہمیں کوئی ایسا نشان دکھائیں۔ جو آپ کی صداقت کا ثبوت ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی انگلی اُٹھائی اور ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ دونوں میاں بیوی میرا ایک نشان ہیں۔ اُس امریکن نے کہا ہم دونوں کیسے نشان ہو سکتے ہیں۔ ہم تو عیسائی ہیں۔ اسلام کو ماننے والے نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا آپ میری فلاں کتاب لے جائیں اور کسی سے پڑھا کر دیکھیں۔ اس میں میرا ایک الہام چھپا ہؤا ہے کہ

یاتیک من کل فج عمیق
ویاتون من کل فج عمیق۔ یعنی

دنیا کے ہر گوشہ سے

لوگ تیری زیارت کے لئے آئیں گے۔ اب امریکہ بھی دنیا کا ایک گوشہ ہے۔ جہاں سے آپ دونوں کو کسی طاقت نے یہاں بھیجا ہے۔ قادیان میں تو کوئی دیکھنے والی چیز نہیں۔ اگر محض سیر کے لئے کسی شہر میں آپ نے جانا ہوتا تو آپ بمبئی اور کلکتہ وغیرہ شہروں میں جا سکتے تھے۔ پھر آپ بتائیں آپ جب قادیان آرہے تھے تو رستہ کیسا تھا؟ وہ کس قدر خراب اور شکستہ ہے۔ اور یہ محض لوگوں کی کثرت سے آنے کی وجہ سے ہی ہؤا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اس الہام میں مجھے اس بات کی

چالیس سال قبل خبر دیدی تھی

وہ امریکن بہت گھبرایا اور کہنے لگا۔ یہ بات تو صحیح ہے کہ رستہ بڑا خراب تھا۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک پادری قادیان آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت وہاں بیٹھے ہوئے تھے جہاں آجکل مدرسہ احمدیہ کی عمارت ہے شاید کوئی جلسہ تھا۔ یا کوئی اور بات تھی۔ وہ پادری احمدیت کا بہت بڑا دشمن تھا۔ اس نے بعد میں ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام "مائی وزٹ ٹو قادیان" ہے۔ اس سے بھی اسی پیشگوئی کا ذکر ہؤا۔ تو وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آپ نے ٹھیک کہا ہے۔ میں اسی طرح کی سڑک پر چل کر آیا ہوں۔ تو دیکھو اللہ تعالےٰ کی مدد کے رستے کیسے عجیب ہوتے ہیں جب وہ دینے پر آتا ہے۔ تو اس طرح دیتا ہے کہ اس کا پہلے خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔

مجھے یاد ہے

میں ابھی بچہ ہی تھا کہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور کے ایک دوست عبدالسلام صاحب میرے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ وہ کاٹھ گڑھ واپس گئے۔ تو انہوں نے ایک پرائمری سکول بنایا۔ بعد میں وہ مڈل سکول ہو گیا۔ ان کے دو بیٹے اس وقت ربوہ میں ملازم ہیں عبدالسلام صاحب کے والد کی زمین تو بہت تھوڑی تھی۔ لیکن ان کے تایا بڑے زمیندار تھے۔ انہیں ایک ورثہ میں زمین زیادہ مل گئی۔ اور پھر کچھ زمین انہوں نے خود بھی خریدی تھی۔ ایک دفعہ

میں کاٹھ گڑھ گیا

میں جب وہاں سے چلنے لگا تو میرے اردگرد بہت سے لوگ جمع تھے۔ وہ کہنے لگے حضور اس طرف سے نہ جائیں۔ اس طرف فلاں آدمی رہتا ہے اور وہ سخت دشمن ہے۔ وہ گالیاں دیتا ہے اور مارنے کو آتا ہے۔ اس لئے ڈر ہے کہ وہ کہیں حملہ نہ کر دے۔ لیکن میں نے ان کی اس بات کی پرواہ نہ کی۔ اور اسی رستہ پر چل پڑا۔ جب اس شخص نے مجھے دیکھا تو وہ دوڑ کر میری طرف آیا۔ میرے ساتھیوں نے خیال کیا کہ شاید وہ حملہ کرنے آرہا ہے۔ اس لئے وہ لاٹھیاں لے کر اکٹھے ہو گئے۔ لیکن وہ شخص انہیں دھکا دیتے ہوئے آگے بڑھا اور کہنے لگا یہ صرف تمہارے ہی پیر نہیں

ہمارے بھی پیر ہیں

کیا ہم نے ان کی زیارت نہیں کرنی؟ پھر اس نے ایک روپیہ نکال کر مجھے نذرانہ دیا۔ اور کہا کہ یہ میری طرف سے نذر ہے۔ اسے قبول فرمائیں اب دیکھو خدا تعالےٰ نے اس کے دل پر کیسا تصرف کیا۔ لوگ تو اس بات سے ڈر رہے تھے۔ کہ وہ حملہ نہ کر دے اور

وہ نذرانہ پیش کر رہا تھا

پس اگر آپ لوگ کمر ہمت کس لیں اور اس کام میں لگ جائیں تو خدا تعالےٰ لوگوں کے دل کھول دے گا۔ اور وہ تین چار لاکھ روپیہ بڑی آسانی سے دے دیں گے جس سے آپ لوگ مسجد بنا لیں گے۔ گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں

صرف ہمت کی ضرورت ہے

اگر آپ لوگ ہمت اور ارادہ کریں گے۔ تو خدا تعالےٰ آپ لوگوں کا خود حافظ و ناصر ہو گا۔ لیکن یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب آپ سب اس کام کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ انہٗ کان توّابا۔ وہ یقیناً توّاب ہے لیکن جب تک لوگ اس کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ وہ بھی ان کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اور جب لوگ اس کی طرف رجوع کر لیتے

ہیں۔ تو وہ بھی ان کی طرف رحمت کے ساتھ رجوع کرتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے۔ کہ جب دوزخ میں سے آخری آدمی نکالا جائے گا۔ تو وہ خدا تعالےٰ سے کہے گا۔ کہ اے خدا تو نے مجھے دوزخ سے تو نکال دیا ہے۔ اب تو مجھ پر مزید مہربانی فرما۔ اور مجھے اپنے فضل سے

جنت کے دروازہ پر کھڑا کر دے

خدا تعالےٰ اس کی دعا کو سُنے گا۔ اور اُسے جنت کے دروازہ پر لا کر کھڑا کر دے گا۔ جب وہ اس دروازہ پر کھڑا ہو گا۔ تو وہ کہے گا۔ خدایا جب میں دور تھا۔ تو جنت کی مجھے صرف رغبت محسوس ہوتی تھی۔ لیکن اب تو میں دروازہ میں کھڑا ہوں۔ اور جنت کی نعماء بھی دیکھ رہا ہوں۔ اب تو جنت کی نعماء دیکھ کر مجھ میں برداشت کی طاقت بالکل نہیں رہی۔ تو مجھے جنت کے دروازہ سے کچھ تھوڑی دُور آگے کر دے تاکہ میں ان نعمتوں سے حظ اُٹھا سکوں۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا دیکھو میرا یہ بندہ کتنا حریص ہے۔ اور اس کے بعد کہے گا جنت کے سات دروازوں میں سے تو جس دروازہ میں سے چاہے جنت میں داخل ہو جا۔ تو دیکھو جس شخص کو خدا تعالےٰ نے سینکڑوں سال تک دوزخ میں رکھا۔ اس کو بھی وہ کہتا ہے۔ کہ تو جس دروازہ سے چاہے

جنت میں داخل ہو جا

پس تم خدا تعالےٰ سے اپنا تعلق بڑھاؤ اور اسی کی طرف توجہ کرو۔ وہ تم کو بڑی عزت بخشے گا ایک دفعہ تم مسجد بنانے کا عزم کر لو۔ تو مسجد یقیناً بن جائے گی۔ اگر تم مسجد بنانے سے پہلے مر گئے۔ تو بنی ہوئی مسجد دیکھنے کا مزہ تمہیں حاصل نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تم اپنی زندگی میں مسجد بنا گئے۔ تو یہ مزہ بھی پا لو گے۔ اور تمہاری مثال ایسی ہی ہو گی جیسے

لطیفہ مشہور ہے

کہ کسی دفتر میں کوئی کلرک تھا۔ جسے سل ہو گئی محکمہ کی طرف سے اُسے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ جب وہ ڈسچارج ہؤا۔ تو ہسپتال والوں نے کہا کہ اسے وزیر آباد اور سیالکوٹ کی سڑک پر چھوڑ آؤ۔ وہاں سے یہ سواری لے کر اپنے گاؤں میں چلا جائے گا۔ چنانچہ اُسے اس سڑک پر لا کر چھوڑ دیا گیا۔ وہ سڑک پر چلا جا رہا تھا۔ کہ اُسے ایک پہلوان نظر آیا۔ جس کا سر منڈا ہؤا تھا۔ اور اُس نے اپنے سارے جسم پر تیل ملا ہؤا تھا۔ اور اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا۔ اس مسلول کلرک کو شرارت سوجھی اور اس نے پیچھے سے آکر اس کے سر پر ٹھینگا مارا۔ پہلوان نے پیچھے مڑا۔ تو اُس نے اس مسلول شخص کو دیکھا

اُسے بڑا غصہ آیا

اور اُس نے اُسے نیچے گرا کر خوب مارا جب *

(اگلا صفحہ نمبر ۷ ملاحظہ)

ٹورنامنٹ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

تقسیم انعامات کا دلکش منظر اور خدام الاحمدیہ سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا خطاب

علمی اور ورزشی مقابلے، پیغام رسانی اور ذہانت کا امتحان

(از مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام ناظم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

قادیان ۲ر دسمبر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا پہلا سالانہ ٹورنامنٹ جو ۲۸ر نومبر کو شروع ہوا تھا۔ اپنے انعقاد کے پانچویں دن کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ یہ ٹورنامنٹ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ہدایت اور اجازت سے منعقد کیا گیا۔ اور صاحبزادہ صاحب موصوف نے اس ٹورنامنٹ کی خاص سرپرستی اور خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ٹورنامنٹ کو زیادہ دلچسپ بنانے کے لئے اراکین مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کو "خالد" اور "طارق" دو گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ چوہدری سکندر خاں صاحب۔ چوہدری منظور احمد صاحب منیر علی الترتیب ان کے انچارج تھے۔ مورخہ ۲۸/۱۱/۵۷ کو دس بجے صبح محترم سید عبدالحی صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول کی افتتاحی دعا کے ساتھ ٹورنامنٹ کا آغاز ہوا۔ جس میں بعض ورزشی مقابلوں کا بھی اہتمام کیا گیا۔ تاکہ احمدی نوجوان مضبوط اور صحت مند ہوں اور خدمتِ دین کا فریضہ زیادہ محنت، جانفشانی اور مستعدی کے ساتھ ادا کر سکیں۔ چنانچہ دوڑ۔ چھلانگیں لگانے۔ گولہ پھینکنے کے مقابلے ہوئے۔ علاوہ ازیں عام معلومات، ذہانت اور پیغام رسانی پر مشتمل علمی مقابلے بھی ہوئے۔ ان سب میں خدام نے خاص دلچسپی سے حصہ لے کر ٹورنامنٹ کو ہر طرح کامیاب بنایا۔

مختلف مقابلوں میں منصفی کے فرائض جناب مولوی برکات احمد صاحب بی۔ اے راجیکی۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے۔ مکرم ماسٹر عبدالحی صاحب۔ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل۔ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان اور مکرم فضل الٰہی خاں صاحب نے ادا فرمائے نیز مکرم مسعود احمد صاحب ناظم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ قادیان، اور ہر دو گروپوں کے انچارج صاحبان نے ٹورنامنٹ کو کامیاب بنانے کے لئے خاکسار کے ساتھ دن رات کام کیا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔

جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب

ٹورنامنٹ کا جملہ پروگرام کامیابی سے اختتام پذیر ہونے کے بعد مورخہ ۲ر دسمبر کو چار بجے بعد دوپہر محلہ ناصر آباد میں زیرِ صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مجلس خدام الاحمدیہ تقسیم انعامات کی تقریب عمل میں آئی جس میں تلاوت قرآن کریم اور عہد نامہ دہرانے اور نظم خوانی کے بعد پہلے نمبر پر مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے رپورٹ کارگزاری ٹورنامنٹ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد محترم نائب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مختلف مقابلوں میں اول اور دوم آنے والے خدام اور ٹیموں کو انعامات تقسیم فرمائے۔

محترم نائب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا خطاب

تقسیم انعامات کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خدام و حاضرین سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے صحتِ جسمانی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام ترقی یافتہ اقوام اپنے افراد کی صحت کا خاص خیال رکھتی ہیں بلکہ آجکل یورپین اقوام تو اس مقصد کے لئے ہزارہا اور کروڑہا روپیہ صرف کر رہی ہیں۔ تا قوم کے افراد اس طور سے نشوونما پائیں کہ آئندہ زمانہ میں قومی ذمہ داریوں کو سنبھالنے اور زیادہ دیر تک خدمتِ قوم و وطن بجالانے کے اہل ہو سکیں۔

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ حضور کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی مگر اس عمر میں بھی حضور کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی تھی۔ آپؐ کا جسم اچھا مضبوط اور توانا تھا۔ حضورؐ گھوڑے کی سواری اور دیگر مشقت کے کاموں میں صحابہ کرام کے ساتھ برابر شریک ہوتے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم نائب صدر صاحب نے فرمایا کہ قوموں کی ترقی کے لئے صحتِ جسمانی بہت ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام کی تنظیم فرماتے ہوئے جہاں نوجوانوں کو علم حاصل کرنے اور فریضۂ تبلیغ کو سرانجام دینے کے لئے اپنے تئیں قابل بنانے کی تلقین کی وہاں حضور نے صحت جسمانی کی طرف بھی خاص توجہ دلائی۔

مقامی خدام کے اس ٹورنامنٹ میں خاص دلچسپی لینے پر آپ نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ اگر اسی طرح قادیان کے خدام خدمتِ دین کے ساتھ ساتھ تفریحی اور علمی پروگراموں میں حصہ لیتے رہے تو جس غیر معمولی بند ماحول میں وہ درویشی کے ایام گذار رہے ہیں وہ زیادہ خوشگوار بن جائے گا۔

آخر میں آپ نے جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور عہد نامہ دہرانے کے بعد لمبی دعا فرمائی۔

انعام پانے والے خدام

ٹورنامنٹ کے مختلف مقابلوں میں اول دوم یا امتیازی پوزیشن حاصل کر کے خدام نے بتفصیل ذیل انعام حاصل کیا:۔

۲۲۰ گز کی دوڑ

محمد عارف الدین صاحب حیدرآبادی — اول
فضل الٰہی صاحب گجراتی — دوم

۸۸۰ گز کی دوڑ

مرزا محمود احمد بیگ صاحب درویش — اول
محمد عارف الدین صاحب حیدرآبادی — دوم

لمبی چھلانگ

محمد عارف الدین صاحب حیدرآبادی — اول
خاکسار برکت علی انعام — دوم

اونچی چھلانگ

محمد عارف الدین صاحب حیدرآبادی — اول
محمد کریم الدین صاحب 〃 — دوم

گولہ پھینکنا

عبدالسلام صاحب درویش — اول
فضل الٰہی صاحب گجراتی — دوم

پولو فائٹ

محمد عارف الدین صاحب حیدرآبادی — اول
منور احمد صاحب لاری — دوم

رِنگ

مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل — اول
جلال الدین صاحب — دوم

بلند آواز

شیر احمد خاں صاحب — اول
ملک نذیر احمد صاحب پشاوری — دوم

امتحان ذہانت

چوہدری عبدالقدیر صاحب — اول
بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں — دوم

عام معلومات

محمد شریف صاحب گجراتی — اول
مستری محمد یوسف صاحب — دوم

والی بال پیئر

محمد یوسف صاحب گجراتی اور محمد کریم الدین صاحب حیدرآبادی — اول
چوہدری عبدالسلام صاحب اور ماسٹر محمد ابراہیم صاحب — دوم

پیغام رسانی

چوہدری عبدالقدیر صاحب اور ان کے ساتھی چوہدری سکندر خان صاحب۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب اور عطاء الرحمن صاحب عباسی — اول
اور ماسٹر محمد ابراہیم صاحب اور ان کے ساتھی محمد ولی الدین صاحب زین العابدین صاحب اور جلال الدین صاحب — دوم

والی بال گیم کے فائنل میں خالد گروپ نے کامیابی حاصل کر کے انعام حاصل کیا۔

کبڈی کے مقابلے میں طارق گروپ خالد گروپ سے بازی لے گیا۔ اور اس گروپ کے جملہ کھلاڑیوں نے انعام حاصل کیا۔

اسی طرح رسہ کشی کے مقابلے میں خالد گروپ کا پلہ بھاری رہا۔ اور اس مقابلہ میں شریک ہونے والے خدام نے انعام حاصل کیا۔

ٹورنامنٹ میں حسب ذیل خدام نے اپنے اچھے کھیل کا مظاہرہ کرنے پر سپیشل انعام حاصل کیا:۔

محمد یوسف صاحب گجراتی۔ محمد کریم الدین صاحب حیدرآبادی۔ چوہدری عبدالسلام صاحب۔ محمد ولی الدین صاحب حیدرآبادی نیز بسٹ اتھلیٹ محمد عارف الدین صاحب حیدرآبادی ثابت ہوئے۔ انہیں بھی ایک علیحدہ سپیشل انعام دیا گیا۔

احباب سے درخواست دعا

احباب سے نہایت مؤدبانہ درخواست ہے کہ جملہ خدام درویشان کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و تندرستی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے کیونکہ کھیل کود کے جملہ پروگرام درحقیقت اس بڑے مقصد کے حصول ہی آسانی کا ذریعہ ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

✲ وہ مار مار کر تھک گیا۔ تو وہ مسلول شخص کہنے لگا۔ پہلوان صاحب آپ نے مجھے خوب مارا ہے اور اگر اور بھی مارنا چاہو تو بےشک مار لو لیکن جو مزہ مجھے ٹھینگا مارنے میں آیا ہے۔ وہ آپ کو مارنے میں نہیں آسکتا۔ اسی طرح اگر تم میں سے کوئی فوت ہو گیا۔ اور مسجد اس کی زندگی میں نہ بنی۔ تو جنت میں تو اُسے مکان مل جائے گا۔ لیکن اُسے وہ مزہ نہیں آئے گا۔ جو اُس دوسرے شخص کو آئے گا جس نے اپنی زندگی میں بنی ہوئی مسجد بھی دیکھ لی ہوگی۔ وہ خدا تعالیٰ سے کہے گا۔ خدایا تو بڑی قدرتوں والا ہے تو جو چاہے کر سکتا ہے تیری عطا کردہ جنت بھی بڑی اچھی ہے۔ لیکن دنیا میں جب ہم نے تیرا گھر بنایا تھا۔ تو اس کی لذت بھی کچھ کم لذت نہیں تھی۔

پس مسجد بناؤ

اور یاد رکھو۔ کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی مدد کرو گے۔ تو خدا بھی تمہاری مدد کرے گا۔

طلباء مدرسہ احمدیہ قادیان کا

ایک دلچسپ علمی مذاکرہ

قادیان ۲۱ر نومبر ۱۹۵۷ء بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ کی صدارت میں ایک علمی مذاکرہ میں حصہ لیا جس میں طلبہ مدرسہ احمدیہ کے علاوہ جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت جناب مولوی برکات احمد صاحب ناظر امور عامہ اور متعدد درویشان نے بھی شرکت کی۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد سب سے پہلے محترم صاحب صدر نے مجلس مذاکرہ علمیہ کے قیام کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ سلسلہ طلباء کے ذہان کو جلا دینے۔ ان میں تفقہ فی الدین پیدا کرنے۔ اُن کے مطالعہ کا شوق بڑھانے اور دینی علوم کے حصول میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ بڑے ہو کر سلسلہ کے لئے مفید وجود ثابت ہوں

آپ نے آج کی مجلس کا عنوان

"قرآن مجید میں میری دلپسند آیت اور پسندیدگی کی وجوہات"

کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بظاہر یہ سوال قدرے نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی آیات میں سے کونسی آیت زیادہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی سبھی آیات پسندیدہ اور روحانیت کا مرقع ہیں۔ لیکن بایں ہمہ اس وقت صرف یہ دیکھنا ہے کہ ہر طالب علم اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق قرآنی معارف کے سمندر میں غوطہ لگا کر اپنی دلپسند آیت کے کس قدر قیمتی موتی نکال لاتا ہے۔ اور کہاں تک اس نے تفقہ فی الدین میں دسترس پیدا کی ہے۔

گلہائے رنگا رنگ

برگزیدہ جماعت کی نمایاں کامیابی | چنانچہ مذکورہ بالا موضوع پر پہلی تقریر سید شہادت

حسین صاحب نے کی۔ آپ نے "انہ لا یفلح الظالمون" کی آیت کا انتخاب کیا اس کی تشریح کرتے ہوئے اپنی پسندیدگی کی وجوہات میں کہا کہ اس آیت میں حق اور باطل کے پرکھنے کا ایک آسان معیار اور طریق بیان کیا گیا ہے جبکہ خدا تعالےٰ کے سچے رسول اور جملہ روحانی جماعتیں مخالفین کے مقابل پر کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔ یہ پاک اور برگزیدہ لوگ اپنے مشن کی تکمیل کی خاطر کسی ابتلاء سے خائف نہیں ہوتے بلکہ معاندین کی شدید مخالفت بھی ان کے پائے استقلال کو متزلزل نہیں کر سکتی۔ اور بالآخر خدا ہی کی تائید و نصرت سے وہ جملہ مخالفین پر غالب آتے رہے ہیں۔ اس رنگ میں ان کی کامیابی اُن کی صداقت کا ثبوت بنتی رہی ہے۔ اور اسی سبب سے یہ آیت مجھے زیادہ پسند ہے۔

تقوےٰ

دوسری تقریر عبد الحفیظ صاحب حیدر آبادی نے کی۔ آپ نے آیت قرآنی

"یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون"۔

کا انتخاب کیا۔ اور تقوےٰ کے حصول پر زور دیتے ہوئے اس کی تائید میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر پیش کیا کہ ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اور بتایا کہ یہ آیت کریمہ ہر مسلمان کو ہمیشہ کے لئے ہی تقوےٰ پر قائم رہنے کی تلقین کرتی ہے۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ اُس کے لئے آخری دم تک نیکی کا دروازہ کھلا رہتا ہے

علوم کا مجموعہ

تیسرے نمبر پر کریم الدین صاحب حیدر آبادی نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن مجید میں جس قدر علوم ہیں خواہ وہ الٰہیات سے متعلق ہوں یا دنیوی علوم پر مشتمل ہوں سیاسیات کے متعلق ہوں یا اقتصادیات وتمدن پر روشنی ڈالنے والے ہوں۔ ان سب کے متعلق آیت قرآنی

"ولقد صرفنا فی ھذا القرآن من کل مثل لعلھم یتذکرون"۔

ہمیں قرآن کریم میں غور و فکر کی دعوت دیتی ہے نیز اس آیت میں مخالفین کے اُس اعتراض کا بھی جواب موجود ہے کہ قرآن کریم میں مختلف قصے بیان کئے گئے ہیں حالانکہ یہ واقعات "لعلھم یتذکرون" کے ماتحت عبرت اور تدبر حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

اطاعت و فرمانبرداری

چوتھی تقریر بشیر الدین صاحب اڈیسوی نے کی۔ آپ نے آیت قرآنیہ

"اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۔ ۔ ۔ الآیۃ"

کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس آیت میں دنیا میں امن کے قیام کا ایک زریں اصول بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ بتایا گیا ہے کہ تم جس نظام سے بھی تعلق رکھتے ہو اُس کا احترام کرو۔ اور جس حکومت کے ماتحت رہتے ہو اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اگر تمام دنیا اس اصول کو اپنا کر اس پر عمل پیرا ہو جائے۔ تو یقیناً دنیا کی مکدر فضا بہت حد تک صاف ہو جائے اور دنیا میں امن و صلح کی بنیادیں استوار ہو جائیں۔

عظیم الشان صفات باری تعالےٰ

پانچویں تقریر جلال الدین صاحب طالب علم درجہ ثانیہ نے کی۔ آپ نے آیت الکرسی کا انتخاب کیا۔ اور بتایا کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی عظیم الشان صفات کا ذکر ہے۔ اور ان صفات کے ذریعہ ایک طرف اللہ تعالےٰ کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ تو دوسری طرف الوہیت مسیح کی تردید میں زبردست دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد مقرر نے ان جملہ دلائل کی مختصر تشریح کی

فدائیت و قربانی

چھٹے نمبر پر خاکسار کی تقریر تھی۔ میں نے قرآن کریم کی آیت

"قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین"۔

کو پیش کر کے بتایا کہ اس آیت میں نفس مطمئنہ حاصل کر کے "ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ" کے مصداق بن کر حقیقی نجات حاصل کرنیکا اصل بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس میں اللہ تعالےٰ کی عظیم الشان صفات کا ذکر ہے کہ اس کی ربوبیت خواہ روحانی ہو یا جسمانی تمام عالموں پر محیط ہے۔ اور "لا شریک لہ" کے الفاظ سے تمام مشرکانہ عقائد سے بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلیم و رضا کا مقام بیان کیا گیا ہے۔ جو آپ کی عبودیت تامہ کو ظاہر کرتا ہے علاوہ ازیں اس آیت میں امن عالم کا ایک نہایت اور اہم اصول اس طور سے بیان کیا گیا کہ اگر تمام لوگ اجتماعی یا انفرادی طور پر اپنے ہر معاملہ میں رضاء الٰہی کو مدنظر رکھ کر کام کریں تو دنیا میں عالمگیر امن قائم ہو سکتا ہے۔

تبلیغ حق

ساتویں تقریر عبد السلام صاحب مالاباری درجہ ثانیہ کی تھی۔ آپ نے آیت قرآنی

"یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس"۔

کا انتخاب کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے سپرد جو ڈیوٹی کی گئی تھی۔ آپ نے اس کو بہتر رنگ میں ادا کیا۔ اور تبلیغ کی راہ میں ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کیا۔ پس اسی پاک نمونہ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ آپ نے کہا چونکہ مجھے تبلیغ سے گونہ محبت ہے۔ اور اس آیت میں تبلیغ پر خاص زور دیا گیا ہے۔ اسلئے مجھے یہ آیت زیادہ پسندیدہ ہے۔

پیشوایانِ مذاہب کا احترام

اس کے بعد محمد عارف الدین صاحب کی باری تھی۔ انہوں نے "ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر" کی آیت منتخب کی۔ اور بتلایا کہ اس آیت میں امن عالم کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے۔ اگر ہر مذہب کا پیرو اس اصول کو مدنظر رکھے اور یہ یقین کرے کہ خدا سب کا خدا ہے اور کہ ہر قوم میں اُس کی طرف سے نبی اور رسول آئے ہیں تو دنیا کے تمام مذہبی جھگڑے ختم ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے کے بزرگوں کو سچا تسلیم کرتے ہوئے ان کی عزت و تکریم کی جانے لگیں۔ اس طرح مذہبی دنیا کی فضا بلد صاف ہو جائے

صاحب کوثر

آخری تقریر محمد عمر صاحب مالاباری متعلم درجہ ثالثہ کی تھی۔ آپ نے سورت کوثر کی تلاوت کی اور کہا یہ سورت مجھے زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم الشان بشارتیں دی گئی ہیں آپ نے الکوثر کی تشریح میں بعثت مسیح موعود وظہور مہدی معہود کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ اس سورت میں آپؐ کے دشمنوں کی ہلاکت اور آپؐ کی نمایاں کامیابی کی خبر دی گئی ہے۔ جو نہایت شان سے پوری ہوئی۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

جملہ تقاریر کے اختتام پر محترم جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے طلباء سے خطاب فرمایا آپ نے طلباء کی اس جدوجہد کو سراہتے ہوئے محترم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل استاذ المدرسہ کو مبارکباد دی جن کی تحریک پر علمی مذاکرہ کی مجلس کا آغاز ہوا۔ آپ نے اس دلچسپ پروگرام سے روحانی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے

موضوع مذاکرہ کی نسبت

فرمایا کہ درحقیقت قرآن کریم کی مثال ایک لڈو کی طرح ہے۔ لڈو کو جس طرف سے کھاؤ اُس میں شیرینی ہی شیرینی ہے۔ اس کے کسی ایک حصہ کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ یہی حال قرآنی آیات کریمہ کا ہے۔ اُن میں سے ہر ایک میں نور اور معرفت کے علوم بھرے پڑے ہیں۔ درحقیقت یہ سے کریں نے آج کے پروگرام سے بہت ہی حظ اٹھایا ہے۔ اور میں کرمی مولوی صاحب کا بہت ہی ممنون ہوں کہ انہوں نے یہ روحانی سلسلہ جاری کیا۔

اس موقعہ پر جناب مولوی برکات احمد صاحب امور عامہ نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنی جیب خاص سے خاکسار کو پہلا محمد عمر صاحب مالاباری کو دوسرا اور بشیر الدین صاحب اڈیسوی کو تیسرا انعام پیش فرمایا۔ اسی طرح مکرم محمود احمد صاحب مالاباری بغرض افزائی وفدمت خلق نے عبد السلام مالاباری کی تقریر زیادہ پسندیدہ ہونے کے باعث اپنی طرف سے ⁂ خاص انعام پیش کیا۔ جسے جناب حکیم صاحب محترم نے طلباء میں تقسیم فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ بعد ازاں صاحب صدر نے جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت اور دیگر جملہ احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اور بعد دعا

امیر منکرین خلافت کی صریح بددیانتی و مغالطہ انگیزی کے جواب میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و ارشادات کی صحیح تشریح

(قسط ۴)

از مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس ربوہ

اخبار پیغام صلح مجریہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۸ء میں مولوی صدر الدین صاحب صدر منکرین خلافت کا ایک خطبہ شائع ہوا ہے۔ اس خطبہ میں حسب عادت عناد محمود ایدہ الودود کے سلسلہ میں انتہائی بددیانتی سے کام لیتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات و ارشادات کی صد درجہ غلط اور غیر معقول تشریح کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی اخبار مذکور میں اس خطبہ کو علیحدہ چھپوا کر جماعت مبایعین میں بکثرت پھیلانے کا اشارہ بھی کیا گیا ہے۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اس خطبہ پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ اور اگرچہ ہندوستان میں منکرین خلافت کی باتوں کو چنداں وقعت حاصل نہیں تاہم اس خیال سے کہ ہندوستانی احباب جماعت منکرین خلافت کی تازہ تلبیسات سے آگاہ ہو کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی صحیح تفسیر و تشریح کے مطالعہ سے مستفید ہو سکیں اس قیمتی مضمون کو قسط وار نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

(۴)

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"

امیر منکرین خلافت نے اس الہام کو ذکر کر کے کہا:۔

"اس الہام میں اس شہر لاہور کو مدینہ سے مشابہت دی گئی ہے۔ چنانچہ احمدیہ بلڈنگس میں مسجد کے ساتھ والے مکان میں آپ کی وفات ہوئی۔"

اس جگہ امیر منکرین خلافت نے عمداً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فرمودہ تشریح سے اس لئے گریز کیا ہے کہ اس سے ان کا مطلب حل نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کے ساتھ دو اور الہام بھی لکھے ہیں:۔

كتب الله لاغلبن انا ورسلی۔ سلام قولاً من رب رحيم۔ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔"

اس کی تشریح میں حضور فرماتے ہیں:۔

"اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ جیسا کہ وہاں دشمن کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔ فقرہ کتب الله لاغلبن انا ورسلی مکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فقرہ سلام قولاً من رب رحیم مدینہ کی طرف۔" (تذکرہ صفحہ ۵۸۲)

اس تشریح سے ظاہر ہے کہ الہام میں مدینہ سے لاہور مراد لینا قطعاً درست نہیں۔ کیونکہ مدینہ وہ مقام تھا جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد از ہجرت قیام کیا۔ اور اشاعت اسلام کا اسے مرکز قرار دیا۔ جہاں اسلام کی قلت کثرت سے بدل گئی اور فتح مکہ کے بعد بھی حضور نے مدینہ میں ہی اپنی رہائش رکھی اور وفات کے بعد اسی جگہ آپ کا روضہ مبارک بنا۔ اور جنت البقیع کا مقبرہ بھی مدینہ میں ہی قائم ہوا۔ لیکن ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی لاہور میں نہ پائی گئی۔ نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لاہور کو اپنی جائے رہائش بنایا اور نہ ہی اسے اشاعت اسلام کا مرکز قرار دیا۔ بلکہ منکرین خلافت جو اسے مدینہ قرار دے رہے ہیں ان میں ان کی کثرت قلت میں بدلتی چلی گئی اور آج لاہور میں ہماری جماعت کے ممبر کہیں ان سے زیادہ ہیں اور نہ ہی اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روضہ مبارک بنا اور نہ ہی بہشتی مقبرہ تا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے مخلصین جنہوں نے اپنی زندگی میں دین اسلام کے لئے قربانیاں کیں۔ وہ ایک جگہ پر مدفون ہوں اور ان کی زیارت کرنے والے ان کی قربانیوں کو یاد کر کے اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

چونکہ منکرین خلافت نے قادیان کے مقابلہ میں جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے رسول کا تخت گاہ قرار دیا ہے۔ لاہور کو پیش کرنا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک کشف میں قادیان کا نام قرآن مجید میں نصف کے قریب لکھا ہوا دکھایا اور آپ نے فرمایا کہ:۔

"قرآن مجید میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۳۴)

اگر لاہور مدینہ منورہ کا قائم مقام ہوتا تو لاہور کا بھی قادیان کے ساتھ ذکر ہوتا۔ لیکن منکرین خلافت کی یہ بدقسمتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی الہام یا کشف سے لاہور کا مدینہ اور اشاعت اسلام کا مرکز ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن قادیان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "الوصیت" میں فرمایا:۔

"یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔"

نیز قادیان کے متعلق فرمایا کہ وہ:۔

عدل اور ایمان کے پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔"

(ازالہ اوہام)

اسی طرح پہلے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ کشف آپ کی قبر کی جگہ دکھلا دی۔ جس کے متعلق حضرت اقدس الوصیت میں فرماتے ہیں۔

تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔"

اگر منکرین خلافت لاہور کو واقعی مدینہ منورہ کا قائم مقام یقین کرتے تو جیسے مدینہ منورہ میں جنت البقیع مقبرہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ دفن ہوئے۔ اسی طرح وہ بھی لاہور میں بہشتی مقبرہ کی شاخ قائم کر لیتے۔ لیکن چونکہ لاہور کو مدینہ بنانے کی تجویز دیر کے بعد سوجھی اس لئے انہوں نے بہشتی مقبرہ کی نقل اتارنے کے لئے قادیان میں بہشتی مقبرہ کے ملحق زمین خریدی اور اُسے بہشتی مقبرہ قرار دیا۔ حالانکہ وہ زمین کسی طرح بھی بہشتی مقبرہ نہیں ہو سکتی تھی جبکہ وہ اس زمین میں شامل نہ تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رؤیا میں دکھائی گئی تھی۔ چنانچہ مولوی صدرالدین صاحب نے جو اس وقت ابھی قادیان میں تھے ایک شخص کے دریافت کرنے پر کہ یہ مقبرہ کس لئے بنایا گیا ہے؟ یہ جواب دیا کہ "الوداع کے لئے" جس کا یہ مطلب تھا کہ مقبرہ بہشتی تو نہیں مگر بیوقوف لوگوں کے پھنسانے اور ان سے اموال وصایا حاصل کرنے کے لئے ایک حیلہ بنایا ہے۔ اسی لئے اس مقبرہ کے لئے جو وصیتیں کی گئیں وہ بھی عجیب چالاکی سے کی گئی تھیں۔ چونکہ ان کے دل گواہی دے رہے تھے کہ ان کا مقبرہ۔ مقبرہ بہشتی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان میں سے کسی ایک کو بھی وہاں دفن نہ کیا گیا۔ لیکن ان کے فعل نے یہ گواہی دے دی کہ اصل مقبرہ بہشتی کا مقام قادیان ہی تھا اور وہی مدینۃ المسیح تھا۔ جہاں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روضہ مبارک ہے اور قادیان کو آپ کی زندگی میں اخبارات سلسلہ میں مدینۃ الامام لکھا جاتا تھا۔

(ملاحظہ ہو بدر ۱۳ر فروری ۱۹۰۸ء و ۱۹ر مارچ ۱۹۰۸ء)

پھر امیر منکرین خلافت نے یہ الہام بھی پیش کیا:۔

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ان کو اطلاع دی جاوے نظیف مٹی کے ہیں۔ وسوسہ نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی۔"

اور اس کی تشریح کرتے ہوئے کہا۔

"یہ جماعت احمدیہ لاہور کے بزرگوں کے متعلق ہے۔ جن کے بارہ میں طرح طرح کے وسوسے ڈالے گئے۔"

الہام میں تو کسی کا نام نہیں ذکر کیا گیا لیکن امیر منکرین خلافت کہتے ہیں کہ وہ حضرت مولانا محمد علی حضرت خواجہ کمال الدین اور حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب اور حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اور حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب تھے۔

پورا الہام

پورا الہام یہ ہے۔

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ ان کو اطلاع دی جاوے نظیف مٹی کے ہیں۔ وسوسہ نہیں رہے گا۔ مگر مٹی رہے گی۔ سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا۔ سب مولوی ننگے ہو جائیں گے۔ انا الله ذو المنن انی مع الرسول اقوم۔"

(تذکرہ صفحہ ۷۱۱ بحوالہ الحکم ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء)

اور اسی الہام کو حضرت اقدس نے ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

"لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں وسوسہ پڑ گیا ہے۔ پر مٹی نظیف ہے وسوسہ نہیں رہے گا مٹی رہ جائے گی۔" (الحکم ۱۷ر اگست ۱۹۰۷ء)

یہ الہام دسمبر ۱۹۰۷ء کا ہے۔ اور اس وقت مولوی محمد علی صاحب، لاہور چھوڑ کر قادیان آ چکے تھے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم پشاور میں رہتے تھے۔ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم جہلم میں سکونت پذیر تھے۔ اور سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم اس وقت تک سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہوئے تھے۔ پس اس الہام کے مصداق یہ حضرات کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ الہام ان کے متعلق ہے جو لاہور میں رہتے تھے۔ جیسا کہ الہام کے الفاظ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں" اور یہ کہ "ان کو اطلاع دی جاوے" سے ظاہر ہے اس لئے وہ یقیناً حضرت مفتی محمد صادق صاحب مرحوم جو اس وقت لاہور میں اکونٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر میں ملازم

تھے۔ اور میاں چراغ الدین صاحب مرحوم رئیس لاہور اور ان کی اولاد اور میاں معراج الدین صاحب مرحوم اور منشی تاج دین صاحب مرحوم اور خلیفہ رجب دین صاحب مرحوم اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی مرحوم اور بابو غلام محمد صاحب مرحوم اور دیگر مخلص احمدی تھے۔ جو اس وقت لاہور میں رہتے تھے۔ گویا اس الہام میں اس وقت لاہور میں مخلص احمدیوں کے پائے جانے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی گئی تھی۔ اور انہیں نظیف مٹی کے بنے ہوئے یعنی پاک طینت بتایا گیا تھا۔

امیر منکرین خلافت کے بتائے ہوئے حضرات میں سے حضرت شیخ رحمت اللہ مرحوم تھے جو اس وقت لاہور میں رہتے تھے۔ جو فی الواقعہ مخلص تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے محبین میں سے تھے۔ لیکن بعد میں ان کے متعلق ایک اور الہام میں ان کی تبدیلیٔ حالت کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح کو شیخ رحمت اللہ صاحب کو مخاطب کرکے سنایا کہ میں نے آپ کے لئے دعا کی تھی۔ اور مجھے یہ الہام ہوا

"تمہیں الشرّ من انعمت علیہم

یعنی شرارت ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا۔ پس اگر ان کی حالت بدلنے والی نہ ہوتی اور انہوں نے منکرین خلافت کی لسٹ میں نہ آنا ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام نہ ہوتا۔ پس اس الہام زیر بحث کے حقیقی مصداق یقیناً وہی مخلص احمدی تھے۔ جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ اس حقیقت کے منکشف ہونے کے بعد امیر منکرین خلافت اپنی جہالت پر دل میں ضرور شرم محسوس کریں گے۔

ہاں اگر اس الہام کو آئندہ کے لئے بطور پیشگوئی لیا جائے۔ تو پھر بھی یقیناً الہام کے مصداق لاہور کے مبائعین ہیں۔ نہ کہ منکرین خلافت۔ کیونکہ اس الہام میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لاہور میں وسوسہ ڈالنے والے افراد بھی ہوں گے اور بعض محبین مسیح موعود علیہ السلام کے دلوں میں وسوسہ پڑ جائے گا۔ لیکن آخر کار وہ وسوسہ دور ہو جائے گا اور وہ وسوسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ رسالت ونبوت اور مقام ومرتبہ کے متعلق ہوگا۔ جیسا کہ اگلے الہامی فقرہ "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا" اور "انی مع الرسول اقوم" سے ظاہر ہے

سب سے کچا مولوی

اب ان لوگوں کی نشاندہی کرنے کے لئے ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ وہ کون سا مولوی تھا جو سلسلہ قبولِ الہامات میں سب سے کچا ثابت ہوا وہ یقیناً وہ منکرین خلافت سے تعلق رکھتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کے متعلق فرماتے ہیں

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔ کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نور دیکھتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں"

الہامات کی صحت کا معیار

پھر آپ نے اپنے الہامات کو قرآن مجید کی طرح دوسرے لوگوں کے الہامات کی صحت و خطا معلوم کرنے کے لئے معیار بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"میرا مذہب تو یہ ہے کہ جب تک درخشاں نشان اس کے ساتھ بار بار نہ دکھائے جائیں۔ تب تک الہامات کا نام لینا بھی سخت گناہ اور حرام ہے پھر یہ بھی دیکھنا ہے۔ کہ قرآن مجید اور میرے الہامات کے خلاف تو نہیں۔ اگر ہے۔ تو یقیناً خدا کا نہیں۔ بلکہ شیطانی ہے۔ اصل میں ایسے تمام لوگوں کی نسبت میرا تجربہ ہے کہ انجام کار مرتد ہو جاتے ہیں"

(بدر ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء)

منکرین خلافت کا عقیدہ درباره الہامات مسیح موعودؑ

مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے ظہیر الدین اروپی کو لکھا۔

"کیا آپ قرآن کریم اور حدیث صحیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اور تحریر پر مقدم جانتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا مسلک ہے"

(پیغام صلح جلد ۵ ص ۹۲ و ۹۳)

اور اپنے عقیدہ کی صحت کا یہ ثبوت دیا۔

"خود حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اور حدیث پر عرض کرتا ہوں۔ اور کسی الہام کو کتاب اللہ اور حدیث کے مخالف پاؤں تو اُسے بلغم کی طرح پھینک دیتا ہوں"۔

(شناخت مامورین ص ۷)

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو لکھا وہ یہ ہے۔

"مجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کھولا گیا ہے۔ کہ میرا ہر ایک الہام صحیح اور خالص ہے۔ اور شریعت کے مطابق ہے۔ اور میرے کسی الہام میں نہ کوئی شک ہے اور نہ کچھ ملاوٹ اور نہ شبہ ہے اور اگر فرض محال کے طور پر معاملہ اس کے خلاف ہوتا تو ہم ان سب الہامات کو ردی چیز بلغمی کے مادہ کی طرح اپنے ہاتھوں سے پھینک دیتے"

(ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس بات کو فرضِ محال کے طور پر لکھا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے اپنے باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے اسے حقیقت واقعیہ کے طور پر پیش کر دیا۔

اسی طرح مولوی محمد احسن صاحب مرحوم نے غیر مبائع ہونے کی حالت میں لکھا

"میرے نزدیک حدیثِ ضعیف بھی اقوال و الہامات سے مقدم ہے بشرطیکہ کتاب اللہ سنتہ صحیحہ سے مخالف نہ ہو"۔

(القول الممجد ٹائیٹل پیج ص ۲)

گویا ان کے نزدیک الہامات مسیح موعود علیہ السلام کا مرتبہ ضعیف حدیث سا بھی نہیں اس سے ظاہر ہے کہ "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا" کے مصداق مولوی محمد علی صاحب مرحوم اور مولوی محمد احسن صاحب مرحوم ہیں۔ جن کی شہادت کو مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے ایک مامور کی بذریعہ الہام شہادت سے بھی بڑھ کر قطعی قرار دیا ہے۔

(دیکھو شناخت مامورین ص ۱۴۰ و ۱۳)

اور امیر منکرین خلافت مولوی صدر دین صاحب اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ انہوں نے ایک مرتبہ یہ کہا تھا۔ کہ مرزا صاحب آکر کیا کیا۔ نہ لوگ مسلمان ہوئے۔ اور نہ مسلمانوں کو حکومت ملی آتے بھی اور چلے بھی گئے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بقول ان کے اس دنیا سے نعوذ باللہ ناکام ونامراد گئے۔ اس سے امیر منکرین خلافت کے ایمان کی حقیقت جو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر ہے ظاہر ہے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ الہام میں ایک شخص کا ذکر ہوتا ہے یا رؤیا اور کشف میں ایک شخص دکھایا جاتا ہے۔ مگر اس سے مراد اس کے دوسرے تمام رفقاء کار اور متبعین بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے بتایا منکرین خلافت جنہوں نے ایک "مولوی" کو اپنا امیر اور لیڈر تسلیم کیا۔ ان سب کو مولوی کے نام سے پکارا گیا۔ اور فرمایا کہ وہ سب ننگے ہو جائیں گے۔ خواہ وہ مولوی صدر دین ہوں یا مولوی محمد احسن امروہی یا کوئی اور ہوں ان سب کی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔

انی مع الرسول اقوم

پھر اس الہام کا آخری فقرہ یعنی انی مع الرسول اقوم جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا رسول قرار دے کر آپ کی تائید کا وعدہ کیا ہے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس الہام میں "پاک ممبروں" سے منکرین خلافت مراد نہیں بلکہ لاہور کے مبائعین کی جماعت مراد ہے۔ کیونکہ وہی آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے ہیں۔ اور منکرین خلافت تو آپ کو صرف ایک محدث خیال کرتے ہیں۔

پس اس الہام میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا تھا۔ کہ لاہور کے پاک طینت احمدیوں کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت کے متعلق بھی وسوسہ ڈالا جائے گا۔ اور کہا جائے گا۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کے رسول نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس وسوسہ کو بھی دور کر دے گا۔ اور لاہور کی جماعت کے نیک اور مخلص اور پاک طینت ممبر آپ کے اصل درجہ کو پہچان لینگے۔ اور اس پر قائم رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لاہور سے منکرین خلافت کا فتنہ اٹھا۔ اور قسم قسم کے وساوس ڈالے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاہور کے وہ احمدی جو ۱۹۰۷ء کے الہام میں پاک طینت قرار دیئے گئے تھے۔ وہ حق پر مضبوطی سے قائم ہو گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرتبہ الہام اور آپ کی نبوت و رسالت کے مسئلہ کی حقیقت کو خوب سمجھ گئے۔ پس اس الہام میں "پاک ممبروں" سے وہی احمدی مراد لئے جائینگے جو حضرت خلیفۃ ثانی حضرت فضل عمر یعنی آپ کے حسن واحسان میں نظیر کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت و رسالت پر ایمان لائے۔

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر شادی پر بچہ کی پیدائش پر۔ مکان کی تعمیر پر۔ امتحان میں کامیابی پر اور اسی طرح غموں سے نجات پانے اور حادثات سے محفوظ رہنے کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔

احباب کو چاہیئے کہ ایسے مواقع پر محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام "شکرانہ فنڈ" کی مد میں کچھ نہ کچھ رقم ضرور بھجوایا کریں۔ یہ امر یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب ہوگا۔

ناظر بیت المال قادیان

بقایا دار احباب فوری توجہ فرمائیں

پیشتر ازیں جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے سیکرٹریان مال کو متعدد بار ان کی جماعتوں کے سابقہ بقایا اور سال رواں کے بجٹ لازمی چندہ جات سے اطلاع بھجوائی جا چکی ہے اور سال رواں کے سات ماہ گذر چکے ہیں۔ اسی عرصہ میں جو رقم اس حساب میں جماعتوں نے مرکز میں بھجوائی ہے اس سے بھی جماعتوں کو اطلاع بھجوائی جاری ہے۔ ہر جماعت اپنا حساب دیکھ کر یہ معلوم کر سکتی ہے۔ کہ وہاں کے احباب نے گذشتہ سات ماہ میں کس حد تک اپنی مالی ذمہ داری کو ادا کیا ہے۔ اور اس میں کس قدر کمی ہے۔ متعدد جماعتوں کے بقایا دار احباب کے نام ادائیگی بقایا کے لئے انفرادی تحریک بھی دفتر ہذا کی طرف سے ارسال کی جا چکی ہے

ضرورت اس امر کی ہے کہ بقایا دار احباب اپنے اپنے حساب کا جائزہ لیتے ہوئے ابھی سے اس بات کا تہیہ کریں۔ کہ وہ موجودہ مالی سال کا چندہ باقاعدہ ادا کرتے ہوئے گذشتہ بقایا کی ادائیگی بھی معقول اقساط کی صورت میں شروع کر دیں۔ تاکہ موجودہ مالی سال کے ختم ہونے سے قبل ان کے ذمہ کے چندوں کا حساب بے باق ہو سکے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چھ ماہ سے زائد کے بقایا دار کو اپنی جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ لیکن جماعتوں میں بہت سے افراد ابھی ایسے ہیں جن کے ذمہ اس سے زیادہ عرصہ کے لازمی چندہ جات کی رقوم بقایا ہیں۔ اور باوجود نظارت ہذا کی طرف سے بار بار کی یاد دہانیوں کے وہ اپنی عملی اصلاح اور ادائیگی بقایا کی طرف توجہ نہیں کر رہے۔ ان حالات میں نظارت ہذا مجبور ہو گی کہ ایسے افراد کو آخری نوٹس دیتے ہوئے ان کا معاملہ تعزیری کارروائی کے لئے پیش کر دے۔

عہدہ داران کا فرض ہے کہ وہ اپنی جماعت کے تمام بقایا داروں کے پاس پہنچیں اور انہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد اور اس کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدۂ بیعت کو یاد دلاتے ہوئے بالمقطع یا بالاقساط ادائیگی بقایا کا معین وعدہ حاصل کر کے نظارت ہذا کو اطلاع دیں اور اس کے مطابق ان سے وصولی کا انتظام کریں اور جو احباب ان کی کوشش اور مرکز کی مالی مشکلات کا احساس دلانے کے باوجود وہ اپنی مالی ذمہ واریوں کو ادا کرنے کے لئے اپنی اصلاح کی طرف مائل نہ ہوں ان کی رپورٹ مجلس عاملہ کی سفارش کے ساتھ مزید کارروائی کے لئے دفتر ہذا میں بھجوائیں۔

مجھے امید ہے کہ احباب جماعت اور عہدہ داران مال نظارت ہذا کے ساتھ پورا تعاون کرتے ہوئے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور کوشش کریں گے کہ ان کے ذمہ بقایا جلد از جلد سو فی صدی ادا ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ تمام دوستوں کو ان کی ذمہ داری سمجھنے اور عملی طور پر مالی قربانی کا بہترین عملی نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

مرمت مقامات مقدسہ کی تحریک

میں

جماعت یادگیر اور صدیق امیر علی صاحب کا قابل تعریف حصہ

نظارت ہذا کی طرف سے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان میں از ابات مرمت مقامات مقدسہ کے لئے پیشتر ازیں ایک سے زائد بار تحریک بھجوائی جا چکی ہے۔ اس اہم اور بابرکت تحریک میں حصہ لینے کے لئے جماعتوں کے عہدہ داران مال کے علاوہ متعدد مخیر اور مخلصین احباب جماعت کو انفرادی طور پر بھی حصہ لینے کے لئے توجہ دلائی گئی تھی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے متعدد احباب اور جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ جن میں سے بعض وعدوں کا اعلان اخبار بدر میں بھی بغرض دعا کیا جا چکا ہے حال ہی میں جماعت یادگیر کی طرف سے اس تحریک میں مبلغ ایک ہزار روپے کے وعدوں کی اطلاع محترم مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان موصول ہوئی ہے۔ اسی طرح محترم صدیق امیر علی صاحب آف موگرال ہدراس نے باوجود اپنی مشکلات کے مبلغ ۴۰۰/- روپے کا وعدہ بھجوایا ہے۔ وہ اس سے قبل بھی ۲۰۰/- روپے اس مد میں ادا کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی اہلیہ محترمہ بھی مبلغ ۱۰۰/- روپے اس مد میں ادا کر چکی ہیں۔ اللہ تعالےٰ احباب جماعت احمدیہ یادگیر کو بھی جزائے خیر دے اور ان کے اخلاص اور ایمان میں برکت دے۔ اور محترم صدیق امیر علی صاحب کی قربانی کو بھی قبول فرماتے ہوئے ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ آمین۔

ابھی بہت سی جماعتیں اور احباب ایسے ہیں جن کی طرف سے نظارت ہذا کو اس تحریک میں وعدوں کا انتظار ہے۔ کیونکہ مرمت مقامات مقدسہ کا بجٹ مشروط بآمد ہے اور اس مد میں عدم گنجائش کی وجہ سے بعض ضروری مرمتوں کے کاموں میں روکاوٹ پیدا ہو رہی ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف فوری توجہ فرماویں۔ اور جن دوستوں نے وعدے بھجوائے ہیں وہ اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف جلد توجہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

اطفال الاحمدیہ قادیان کا ماہانہ اجلاس

قادیان ۲۶ر نومبر ۱۹۵۶ء بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی اطفال الاحمدیہ قادیان کا ماہانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت عزیز عبد الکریم ملکانہ نے کی۔ اور عزیز حمید الدین ابن شری محمد الدین صاحب نے نظم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز "ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلا ہو" خوش الحانی سے سنائی۔ اس کے بعد عزیزم محمد یوسف ابن مرزا بشیر احمد صاحب گجراتی نے "حقیقی اسلام کا پیغام" پر تقریر کی جس میں عزیز نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم جب دنیا میں تشریف لائے تو شرک کا دور دورہ تھا حضور صلعم نے آکر اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کی تعلیم دی۔ اور لوگوں کو ایک خدا کی عبادت کی طرف متوجہ کیا۔ بالآخر ایک ایسی جماعت قائم کر دی جو ایک خدا کو ماننے والی تھی۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں مسلمان بھی نام کے مسلمان بن کر رہ گئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام آکر وہی تعلیم جو آنحضرت صلعم دنیا میں لائے۔ اور لوگ اس کو بھول گئے تھے دنیا کے سامنے پیش کی۔ اور اس مقدس پیغام کو دنیا کے کونہ میں پھیلانے کے لئے جماعت کے مبلغین دور دور کے ملکوں میں جا چکے ہیں۔

اس کے بعد عزیزم مظفر احمد ابن حکیم خلیل احمد صاحب نے والدین کی اطاعت پر تقریر کی۔ عزیز موصوف نے آیت قرآنی وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ... وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۔ استدلال کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر ان میں سے ایک یا دونوں ہی بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہو۔ اور ان کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ جس طرح انہوں نے بچپن میں میری تربیت کی ہے۔ اے میرے رب تو ان پر اسی طرح رحم فرما

اس کے بعد عزیزم بشیر احمد ابن چوہدری محمد احمد صاحب نے آنحضرت صلعم کی زندگی کے حالات پڑھ کر سنائے جس میں اس نے آنحضرت صلعم کی بعثت کے لئے تشریف لے جانا۔ اور صدیق اور امین کا لقب پانا وغیرہ حالات بیان کئے

اس کے بعد عزیزم سلطان احمد ابن فضل الرحمٰن صاحب نے "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" نظم پڑھ کر سنائی۔

اور بعد ازاں عزیزم تنویر احمد ابن مولوی بشیر احمد صاحب نے اطاعت پر تقریر کی۔ اور اطاعت کے فوائد بتاتے ہوئے کہا کہ اس سے ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ ہمیں اپنے بڑوں کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور جو کام وہ ہمیں بتائیں اس کو خوشی سے کرنا چاہیئے۔

بعد ازاں صدر جلسہ نے اطفال کو قیمتی نصائح فرمائیں۔ اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار

[illegible] الدین مربی اطفال الاحمدیہ قادیان

چندہ تبلیغ اسلام

حال ہی میں ایک کتابچہ "تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک" شائع کیا گیا ہے جس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے خدمت اسلام کے کاموں کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہوئے غیر احمدی شرفاء سے یہ اپیل کی گئی ہے کہ جو احباب تبلیغ اسلام کے کاموں میں حصہ لینا چاہیں۔ ان کی طرف سے اس مد میں مالی امداد شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی۔ اس کتابچہ کی کاپیاں جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے سیکرٹریان مال اور مبلغین صاحبان کو بھجواتے ہوئے توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ اپنے حلقۂ اثر میں جماعت احمدیہ کے تعمیری کاموں سے دلچسپی رکھنے والے غیر احمدی احباب کو تحریک کر کے زیادہ سے زیادہ چندہ وصول کر کے مرکز میں بھجوائیں۔

ناظر بیت المال قادیان۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاکیزہ کرنے اور بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے

جاکرتا۔ یکم دسمبر۔ گذشتہ شب انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر احمد سوکارنو پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جو ناکام رہا اور صدر محفوظ رہے۔ یہ قاتلانہ اس وقت کیا گیا جب صدر سوکارنو ایک پبلک سکول کی تقریب میں شرکت کرکے جہاں اُن کے بچے پڑھتے ہیں اپنے دو بچوں کے ساتھ واپس آرہے تھے۔ حملہ آوروں نے ایک ساتھ چار دستی بم ان کی کار پر پھینکے۔ لیکن کار پر پڑنے کی بجائے ادھر ادھر گرے۔ ان دھماکوں میں سات افراد ہلاک اور ۱۰۰ زخمی ہوگئے۔ جو صدر سوکارنو کی کار کے ادھر ادھر جمع تھے۔ ہلاک شدگان میں زیادہ تر بچے شامل ہیں۔ صدر اور ان کے دونوں بچے جو کار میں بیٹھے تھے بالکل محفوظ رہے۔ زخمیوں کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے۔

بعد میں ایک نشری تقریر میں صدر سوکارنو نے قوم سے پُرسکون رہنے کی اپیل کی۔ اور ہلاک شدگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا۔

عمان۔ یکم۔ دسمبر۔ گذشتہ شب حکومت اردن کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ امریکہ نے سرکاری طور پر اردن کو مطلع کیا ہے کہ وہ اردن کو مزید ایک کروڑ ڈالر کی اقتصادی امداد اس کے ترقیاتی پروگرام کے سلسلہ میں دے گا۔

اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ امریکی امداد سے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلہ میں پروگرام مرتب کر لیا گیا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب سے مصر اور اسرائیل نے اردن کی امداد کرنے سے ہاتھ روکا ہے۔ امریکہ اردن کو چار کروڑ ڈالر کی اقتصادی امداد دے چکا ہے۔

دہلی۔ یکم دسمبر۔ اگرچہ اغوا شدہ عورتوں کی بازیابی سے متعلق معاہدہ کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ تاہم اگر کوئی ایسی عورت امداد حاصل کرنا چاہے گی اور پاکستان جانا چاہے گی۔ تو اس کو عام قانون اور انتظامی طریق کار کے تحت حکومت ہند کی طرف سے امداد دی جائے گی۔

ایک سرکاری ترجمان نے کہا کہ ہندوستان کی حکومت اغوا شدہ عورتوں کی بازیابی کے کام میں حکومت اغوا شدہ عورتوں کی بازیابی کے کام میں حکومت پاکستان کے ساتھ تعاون کرتی رہے گی۔

حکومت ہند کی طرف سے ایک ایڈوائزری بورڈ قائم کیا جا رہا ہے کہ جو اغوا شدگان متعلق سماجی امور اور ان کی آباد کاری کے سلسلہ میں حکومت ہند کو صلاح مشورہ دے گا۔

شیلانگ۔ یکم دسمبر۔ جس وقت گذشتہ شب گھنٹہ نے بارہ بجائے سید فضل علی گورنر آسام نے صدر کی طرف سے ناگا ہلز تن سانگ ایریا کی نئی یونٹ کا انتظام سنبھال لیا۔ اس علاقہ کی علیحدگی پر اگرچہ یہاں کے عوام غمگین ہیں۔ لیکن ان میں ناگا ہلز علاقہ کے رہنے والوں کے لئے خیرسگالی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ اور وہ اس علاقہ کے رہنے والوں کی خوشحالی اور بھلائی کے خواہاں ہیں آسام کے لوگوں نے ناقابل مثال قوت برداشت سے کام لیا ہے۔ اور انھوں نے ناگاؤں کے اس متفقہ فیصلہ کو منظور کر لیا ہے جس کا مقصد ناگا علاقہ کو آسام سے الگ کرنا ہے۔ ناگا لوگ جو عرصہ سے ہندوستان سے الگ ہونے کے لئے تحریک کر رہے تھے۔ انہوں نے ہندوستان میں رہتے مگر آسام سے الگ ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے گذشتہ دس سال میں یہ دوسرا موقع ہے جبکہ آسام کا ایک بڑا انتظامی رقبہ اس سے الگ ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ سلہٹ کا ضلع جو آسام کا ایک خوش حصہ ہے آسام کو دیا گیا ابھی اس کی علیحدگی سے ہونے والے نقصان کی تلافی نہ ہوئی تھی۔ کہ ایک اور علاقہ آسام سے الگ کر دیا گیا۔ بلاشبہ ناگا ہلز کا ضلع ہندوستان ہی میں رہے گا۔ لیکن ابھی بہت سے مسائل باقی ہیں۔ ابھی یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ ناگا علاقہ کو الگ کر دینے سے آسام کے دوسرے علاقوں میں علیحدگی پسندی کے جذبات پیدا نہیں ہوتے۔

پرتاپ گڑھ ۳۰ نومبر۔ وزیراعظم مسٹر نہرو نے آج یہاں پر ایک لاکھ افراد سے خطاب کرتے ہوئے ان مظاہروں کی مذمت کی جو ان کے پرتاپ گڑھ پہونچنے کے وقت راشٹر سمتی کی طرف سے کئے گئے۔

مسٹر نہرو ایک عام جلسہ میں تقریر کر رہے تھے جو پرتاپ گڑھ کے تاریخی قلعہ کے دامن میں ہوا۔ اس سے قبل مسٹر نہرو نے شیواجی کے مجسمے کی نقاب کشائی کی۔ جس قلعہ میں یہ تقریب ہوئی۔ وہ تین سو سال قبل شیواجی نے تعمیر کرایا تھا۔ اور اس قلعہ میں شیواجی اور افضل خاں کے درمیان تاریخی واقعہ پیش آیا تھا۔ مسٹر نہرو افضل خاں کا مقبرہ بھی دیکھنے گئے۔

بعد میں قلعہ کے سامنے میدان میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم مسٹر نہرو نے کہا کہ شیواجی نہ صرف اس علاقہ بلکہ پورے ملک کے لئے مایہ ناز فرزند تھے۔ اور ان کے سامنے صرف ایک ہی نظریہ تھا اور وہ تھا ملک کو آزاد کرانے کا۔ مسٹر نہرو نے اس سلسلہ میں اس مظاہرہ کا تذکرہ کیا جو ان کے پرتاپ گڑھ پہونچنے کے وقت راشٹر سمتی کی طرف سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسی قومی تقاریب کے وقت سیاسی مسائل کو نہیں اٹھانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ خواہ کچھ بھی خیال رکھیں لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کیا یہ موقعہ اظہار ناراضگی کرنے کا تھا؟

سکھ نیشنل کالج میں
این۔ سی۔ سی کی سالانہ تقریب

قادیان مورخہ یکم دسمبر۔ آج سکھ نیشنل کالج میں این۔ سی۔ سی کی سالانہ تقریب تھی جس میں کھیلوں وغیرہ کا پروگرام تھا۔ اس تقریب کی جملہ کارروائی زیر صدارت جناب میجر ڈاکٹر جی۔ ایس بیدی صاحب شروع ہوئی۔ جس میں کبڈی۔ سائیکل ریس وغیرہ کھیلیں ہوئیں اور لیمن گانے کا مقابلہ ہوا۔

میجر صاحب نے اول و دوئم رہنے والوں کو انعامات تقسیم کئے۔ کارروائی کے جملہ انتظامات جناب کیپٹن کرتار سنگھ صاحب سکھ نیشنل کالج نے سرانجام دیئے۔

سلسلہ کی طرف سے منتظمین کی دعوت پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ۔ جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت اور جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے تقریب میں شامل ہوئے ججوں کے فرائض کی ادائیگی میں بھی جماعت کے احباب میں سے ایک نے حصہ لیا۔

تقریب کے اختتام پر کالج کی طرف سے مدعوین کو دعوت عصرانہ دی گئی جس میں احباب جماعت بھی شریک ہوئے۔